

بسم الله الرحمن الرحيم الصلوة و السلام عليك يا رسول الله
تخليق نوری محمدی پر قرآن و احادیث اور علماء امت اور مخالفین کے ارشادات

﴿..... نو الانوار هو النبي المختار صلى الله عليه وسلم.....﴾

موضوع : "نور محمدی ﷺ" کا انکار کیوں؟
مرتب : احمد رضا قادری عطاری سلطانپوری
ماخذ : کتب علماء اہل سنت و جماعت

﴿انقصاب﴾

میں اپنے اس مجموعہ ﴿..... نو الانوار هو النبي المختار صلى الله عليه وسلم.....﴾

کو حصول برکت، خاتمہ ایمان و بخشش کیلئے حضور پر نور، نور علی نور، شافع یوم النور، رسول اکرم، شفیع معظم، نور مجسم، ختم المرسلین، شفیع المریدین، راحت العاشقین، رحمت العالمین، مدنی تاجدار و رکائات فخر موجودات، باعث تخلیق کائنات، منبع کمالات، ہاڈن اللہ بخار کائنات، خلاصہ موجودات، حبیب کبریٰ، مالک ہر دوسرا، شافع روز جزا، رازدار رب العالم، "احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ" ﷺ کی بارگاہ یکس پناہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

مرتب: برہنہ و آؤنی علیہ السلام

(احمد رضا قادری، قادری رضوی، سلطانپوری)

﴿عقیدہ نور و بشر کی وضاحت﴾

ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ نبی پاک ﷺ کی "بشریت و تخلیق نور ہے یعنی حقیقت محمدیہ" کو اللہ عز و جل نے سب سے پہلے نور سے پیدا فرمایا۔ آپ ﷺ کی حقیقت و تخلیق نور ہے۔ لیکن کوئی بھی مسلمان نوری محمدی ﷺ کو اللہ عز و جل کے نور کا حصہ یا جز تسلیم نہیں کرتا اور آپ ﷺ "عیدائش کے اعتبار سے افضل البشر ہیں۔ آپ ﷺ کو دنیا میں انسان، بندے، و عبد، بشری کی شکل میں تشریف لائے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں پیدا ہوئے اس لحاظ سے آپ ﷺ اولاد آدم میں سے ہیں۔ تمام اکابرین اہلسنت نہ صرف آپ کی بشریت کو تسلیم کرتے ہیں بلکہ آپ ﷺ کو کامل و افضل البشر تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن نبی پاک ﷺ کی بشریت بھی نہایت پاک و صاف، مہر و پاکیزہ اور بے شمار خصائص و کمالات کے حامل ہیں حتیٰ کہ باوجود انہیں بشریت میں موجود ہونے کے کسی و جنوی نور ہیں اور ان نوروں کو بچھیلاتے بھی ہیں۔

﴿بے مثل بشریت متفقہ علیہ عقیدہ ہے﴾

اس موضوع میں بنیادی گفتگو یہ ہے کہ نبی اکرم، نور مجسم، شفیع معظم ﷺ بے مثل بشریت میں کسی کا اختلاف نہیں کیونکہ قرآن مجید و ہدایتی روایات و احادیث سے مراد کہ کے دلائل سے نبی پاک ﷺ کا بے مثل بشریت ثابت ہے۔ اس لئے اہل سنت و جماعت نبی پاک ﷺ کو افضل البشر، بے مثل بشر نہ صرف تسلیم کرتے ہیں بلکہ امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی فرماتے ہیں کہ "جو مطلقاً حضور سے بشریت کی نفی کرے وہ کافر ہے، قال تعالیٰ قل سبحن ربی ہل کنت الا بشرا رسولاً۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم فرمائیے کہ میرے رب کو میں کون ہوں گمراہی اللہ کا بھیجا ہوا۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۲ کتاب السیر۔ جدید) لہذا بے مثل بشریت میں کسی کا اختلاف نہیں ہے بلکہ بے مثل بشریت پر نبی، وہابی، دیوبندی، اہلحدیث وغیرہ سب کا اتفاق ہے۔ آج دن تک کسی سنی عالم دین نے اپنے کسی فتویٰ میں، کسی کتاب میں یا کسی تحریر میں یہ نہیں کہا کہ حضور ﷺ بشر نہیں یا ہم حضور ﷺ کو بے مثل بشر تسلیم نہیں کرتے۔ پس بشریت رسول ﷺ نہ اختلافی مسئلہ ہے اور

نہ کسی کو اس سے انکار ہے۔

﴿ اصل اختلاف نورانیت محمدی ﴾

بے مثل بشریت متفقہ عقیدہ ہے لہذا بشریت رسول ﴿ پر اختلاف ہی نہیں بلکہ قیادی اختلاف تو آپ کی نورانیت کے حلقے ہے ہم اہل سنت و جماعت حقیقت محمدی کو اولیت و تخلیق کے اعتبار سے نور مانتے ہیں اور مخالفین لوگ (وہابی) حضور کی نورانیت کا انکار کرتے ہیں۔ اب اصولی طور پر بحث کا قانون تو یہ ہے کہ جس نسبت عمل اختلاف ہو اس نسبت کے مدعی کیلئے اپنے دعوے پر دلیل پیش کرنا ضروری ہے اور منکر (مدعی علیہ) کیلئے اپنے انکار پر دلیل ضروری ہے۔

پس قارئین کرام! آپ اس قانون و اصول کو سمجھ لیجئے کیونکہ منکرین اس موضوع پر اصول و قانون کی ہمیشہ مخالفت کرتا ہے اور نورانیت پر بحث کی بجائے اتفاقی مسئلہ یعنی بے مثل بشریت پر بحث چھیڑ دیتا ہے۔ کیونکہ بشریت ایک اتفاقی مسئلہ ہے اس پر کسی فریق کو اختلاف ہی نہیں۔ لہذا اس پر دلائل قائم کرنا مخالفین کی بے اصولی بحث ہے۔ کیونکہ اختلاف تو نورانیت کے موضوع پر ہے۔

لہذا اصولی طور پر ہمارے ذمہ آپ کے نورانیت کے دلائل پیش کرنے ہوتے ہیں اور مخالفین کے ذمہ آپ کے نورانیت کے رد پر دلائل پیش کرنے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ہم نورانیت محمدی کے ثبوت پر قد جاء کم من اللہ نور و مثل نوره کعشکوۃ سوراجا منیرا اور اول ما خلق اللہ نوری و هو نور نبیک یا جابر خلقہ اللہ وغیرہ آیات و احادیث بیان کرتے ہیں۔ اب اصولی طور پر مخالفین کے ذمہ ایسے دلائل پیش کرنے ہوتے ہیں جن میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہو کہ ہم نے نبی کریم کو نور نہیں بنایا یا نبی پاک نے فرمایا ہو کہ میں نور نہیں یا صحابہ کرام نے ہی سرکار کے بارے میں فرمایا ہو کہ آپ نور نہیں تھے۔ اس قسم کے دلائل منکرین کے دعویٰ کو ثابت کر سکتے ہیں یا ان کے انکار کی دلیل بن سکتے ہیں۔

مثلاً لیکن میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ قرآن مجید میں کوئی ایک ایسی آیت موجود نہیں کہ جس میں کہا گیا ہو کہ ”مَا أَرْسَلْنَاكَ نُورًا“ ہم نے آپ کو نور بنا کر نہیں بھیجا۔ مثلاً کوئی ایسی حدیث شریف موجود نہیں ہے جس میں یہ عالم نے فرمایا ہو کہ ”کُنتُ بِنُورٍ“ میں نور نہیں ہوں۔ مثلاً نور نہ کسی صحابی کا کوئی ایسا اثر موجود ہے جس میں ہو کہ ”مَا كَانَ نَبِيٌّ نُورًا“ ہمارے نبی نور نہیں ہیں۔

چونکہ اصولی طور پر وہابیہ مخالفین کے پاس اپنے منوقت (یعنی نورانیت کے رد) پر کوئی دلیل مرے سے موجود ہی نہیں ہے لہذا وہ غلط بحث کرتے ہوئے اصل موضوع نورانیت سے ہٹ جاتے ہیں اور بشریت کی آیات پر بحث شروع کر دیتے ہیں۔ لہذا یاد رہے کہ اس موضوع پر جب بھی کسی منکر سے گفتگو ہو تو اس اصول پر سختی سے عمل کریں اور جب وہ نورانیت کے موضوع کی بجائے بشریت پر دلیل پیش کرنا شروع کرے تو اس کی غلطی کو فوراً پکڑیں اور موضوع سے ہٹ کر ایک لفظ بھی نہ بولنے دیں۔ کیونکہ جس بات میں اتفاق ہو اس پر دلیل پیش نہیں کی جاسکتی کیونکہ بے مثل بشریت ہمارا قطعی عقیدہ ہے لہذا اس پر دلیل پیش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ لہذا منکرین کے ذمہ نور نہ ہونے پر عدم نورانیت پر دلیل قائم کرنے ہیں نہ کہ بشریت کو ثابت کرنا اس اصول کو اچھی طرح ذہن نشین فرمائیے۔

الحمد للہ عزوجل۔ بندہ ماجیز نے اس کتاب میں وہابیہ کے ان تمام اعتراضات کے جوابات تحریر کر دیے ہیں جو وہ مناظروں اور تحریرات میں کرتے ہیں۔ اگر آپ اس کتاب کو صحیح طرح سمجھ کر مطالعہ کریں گے تو یقیناً آپ کے سامنے کوئی شیخ مجید منکر نہیں پائے گا۔ یہ چند حوالہ جات بندہ ماجیز نے علماء اہل سنت کی کتب سے جمع کر کے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ مزید تفصیل کیلئے مناظر الاسلام حضرت علامہ عمر امجدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”حقایق نور“، ضیاء اللہ قادری صاحب کی کتاب ”انوار الحمد“، اشرف علی سیالوی صاحب کی کتاب ”تحریر ابصار“ یا علامہ نور محمد قادری صاحب کی کتاب ”نورانی موعظ“، فیض احمد اویسی کی ”اول ما خلق اللہ نوری“ اور انبی کی ”حضور کا حسی نور“ اور علامہ صاحبزادہ قاضی محمد رشید چشتی صاحب کی کتاب ”توہمیں“ کا لازمی مطالعہ کیجئے۔

بندہ ماجیز اہل سنت کا ایک عام ادنیٰ سافرو و خادم ہے لہذا میری کم علمی یا ناگہی کی وجہ سے اگر کوئی ایسی بات صادر ہو گئی ہو جو کراہل سنت و جماعت کے خلاف ہو یا کسی حوالہ کو درج کرنے میں غلطی ہو گئی ہو علماء اہل سنت سے التجاء ہے کہ لازماً متوجہ کیجئے۔ انشاء اللہ عزوجل درست کر کے رجوع کیا جائے گا تاہم ایسی کسی بھی غلطی کی ذمہ داری مسلک اہل سنت پر نہیں، بلکہ میری کم علمی یا ناگہی کا نتیجہ ہو سکتی ہے۔ اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ میری اس کاوش کو میرے پیارے نورانی آقا کے صدقے قبول و منظور فرماتے ہوئے مقبولیت کے درجہ سے سرفراز فرمائے۔ آمین یا رب العالمین بجا انبی الامین۔

بندہ ماجیز (ابن سبیح کا روحانی حوالہ)

(صدر رضا فاؤنڈیشن، لاہور کی پھانسی رضوی)

﴿قد جاءكم من الله نور﴾

قد جاءكم من الله نور وکتاب مبین۔ ”تحقیق تمہارے پاس آگیا اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب (پ ۶ سورۃ المائدہ آیت ۱۵)

وضاحت: ”قد جاءکم“ بے شک تشریف لایا۔ ”قد“ سے حضور ﷺ کی تشریف آوری کو مکہ کیا تا کہ شک نہ رہے تشریف لانا مانتا ہے کہ آپ پہلے موجود تھے پھر تشریف لائے۔ ”کم“ ضمیر مخاطب ہے یعنی تمہارے ہر ایک کے پاس تشریف لایا۔ ”نور“ مصدر ہے، مصدر کا معنی جائے صدور یعنی نکلنے کی جگہ۔ نور پر متوین ہے اور المتوین للعظیم، متوین تعظیم کے لئے بھی آتی ہے، یعنی آپ ﷺ تمام نوروں کا منبع اور ساری خدائی کے سلطان ہیں۔

تفسیر کے مطابق اس آیت میں ”نور“ سے مراد ذات نبی پاک ﷺ اور کتاب مبین سے مراد ”قرآن پاک“ ہے۔ ”نور و کتاب مبین“ کے درمیان واو ”عاطفہ“ ہے جو معطوف الیہ اور معطوف کی مغایرت چاہتی ہے۔ کتاب مبین سے مراد قرآن ہے اسلئے نور سے مراد قرآن نہیں ہو سکتا ورنہ واو عاطفہ کا تقاضا پورا نہیں ہوتا۔ قرآن پاک میں ہی ہے اللہ نور السموات و الارض، اللہ نور ہے آسمانوں اور زمینوں کا۔ یہاں ”السموات والارض“ میں بھی ”واو“ ہے جو دونوں کو لگ کر دیتا ہے۔ لہذا نور اور ہے اور کتاب مبین اور ہے۔ دونوں ایک نہیں ہیں۔

خود دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے کہ ”یہاں نور سے مراد نبی پاک ﷺ ہیں۔ یہاں نور سے مراد ذات باریکات ﷺ ہے اور اس کی فتح یہ ہے کہ اس سے اوپر بھی ”قد جاءکم رسولنا“ مقرر مایا ہے تو یہ قرینہ ہے اس پر کہ دونوں جگہ ”جاءکم“ کا قائل ایک ہو۔ (رسالہ انور صفحہ ۳۱)

(۱) تفسیر ابن عباس میں سید المفسرین سیدنا عبد اللہ بن عباس ﷺ فرماتے ہیں ”قد جاءکم من الله نور و رسول یعنی محمد“ بے شک آیا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور رسول یعنی محمد ﷺ۔ (تفسیر ابن عباس)۔

قرآن پاک کی اس آیت کی تفسیر میں صحابی رسول سید المفسرین سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے نور سے مراد نبی پاک ﷺ کی ذات کو لیا ہے۔ اور کسی صحابی کی تفسیر کا رتبہ، وجہ اور حیثیت کیا ہے؟ اس کے بارے میں غیر مقلدین المجتہدین کے مولانا عبد الغفور اثری صاحب کا حوالہ پیش خدمت ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ ”اس میں کوئی شک نہیں کہ جب کسی آیت کی تفسیر قرآن مجید اور حدیث شریف دونوں میں نہ ملے تو اقوال صحابہ رضی اللہ عنہ کی طرف رجوع کرنا چاہیے کیونکہ وہ تفسیر قرآن کو بہت زیادہ جانتے تھے، دارالعلوم المحدثہ (۲) کے فارغ التحصیل و سند یافتہ عالم تھے اس وقت کے قرائن و احوال کا علم ان کو ہی ہو سکتا ہے وہ زمانہ نزول و قی میں موجود تھے علاوہ ازیں فہم نام، علم صحیح اور صالح العمل سے آراستہ تھے ان سے یہ امر بالکل بعید ہے کہ وہ بغیر رسول اللہ ﷺ سے سنے اور دیکھے کسی آیت کی تفسیر میں اپنے عقلی کھوڑے واڑا دیں کیونکہ مفسرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو یہ بات بخوبی معلوم تھی کہ قرآن مجید کی تفسیر میں اپنی طرف سے عقلی طور پر کچھ کہنا و درخ میں اپنا ٹھکانا بنانا ہے۔ مصلحت کتب تفسیر و احادیث وغیرہما۔ (ندائے یامحمد ﷺ کی تحقیق صفحہ ۳۲)۔

یہ آگے لکھتے ہیں ”حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ (ترجمہ) یعنی ہم (صحابہ) میں سے جب کوئی شخص نبی کریم ﷺ سے دس آیات کا سبق لیتا تو آگے نہ بڑھتا جب تک کہ ان کا معنی و مفہوم اور طریق عمل نہ سمجھ لیتا۔ تفسیر القرآن العظیم ج ۳ (ندائے یامحمد ﷺ کی تحقیق صفحہ ۳۲) پس معلوم ہوا کہ صحابی کی تفسیر مسلم ہے بلکہ اثری صاحب مزید لکھتے ہیں کہ ”یہ بات مسلم ہے کہ کسی آیت کے شان نزول یا مفہوم بیان کرنے میں صحابی رضی اللہ عنہ کا قول حدیث مرفوعہ کی مانند ہی ہے۔ چنانچہ امام محمد بن عبد اللہ المعروف حاکم خیر پوری المتوفی ۴۰۵ھ رقمطراز ہیں ”تفسیر الصحابی عندہما سند“ یعنی امام بخاری المتوفی ۲۵۶ھ اور امام مسلم المتوفی ۲۶۱ھ کے نزدیک صحابی رضی اللہ عنہ کی تفسیر ”سند اور مرفوع حدیث کے حکم میں ہوتی ہے۔ (مستدرک حاکم ج ۱ ص ۱۲۳) مزید لکھا کہ امام اسمعیل بن کثیر دمشقی المتوفی ۴۰۵ھ لکھتے ہیں ”تفسیر الصحابی فی حکم المرفوع عند کثیر من العلماء یعنی اکثر علماء کے نزدیک صحابی رضی اللہ عنہ کی تفسیر مرفوع حدیث کے حکم میں ہے۔ (البدایہ والنہایہ ج ۶ ص ۲۳۳)۔

امام جلال الدین عبد الرحمن بن ابوبکر السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ فرماتے ہیں ”تفسیر الصحابی مرفوع“ صحابی کی تفسیر مرفوع حدیث کے حکم میں ہے۔ ”تد ریب الراوی فی شرح تقریب الراوی صفحہ ۱۱۵۔ (ندائے یامحمد ﷺ کی تحقیق صفحہ ۳۵)

پس معلوم ہوا کہ صحابی کی تفسیر مرفوع حدیث کے حکم میں ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کیسے صحابی تھے اہل علم خوب جانتے ہیں۔ پس صحابی کی تفسیر سے ثابت ہوا کہ یہاں نور سے مراد محمد ﷺ ہی ہیں۔

ان مسائل میں ہے کچھ ژرف باغی درکار یہ حقائق ہیں تماشائے لب بام نہیں

(۲) تفسیر سراج حسنیہ میں امام محمد شریف بنی علیا لڑتے فرماتے ہیں کہ ”قد جاءکم من الله نور هو محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام“ بے شک آیا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ

کی طرف سے نور و نور محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ (تفسیر سراج المسیر صفحہ ۳۶۰ مطبوعہ نولکھور) نوٹ: تفسیر سراج منیر کا حال مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی الحمد للہ نے اپنی کتاب سراج منیر میں بھی درج کیا (دیکھئے سراج منیر صفحہ ۵۶)

(۳) تفسیر روح المعانی میں امام محمود آلوسی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ”قد جاء من الله نور اى عظيم وهو نور الانوار والنبى المختار صلى الله عليه وسلم“ بیشک تمھارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور جو کہ عظیم نور ہے اور وہ نور الانوار نبی المختار ہیں۔ (تفسیر روح المعانی ج ۱ ص ۹۷)

(۴) تفسیر صاوی میں امام احمد الصاوی فرماتے ہیں کہ ”قد جاء من الله نور هو النبى صلى الله عليه وسلم ومعنى نور انه ينور البصائر ويهد بها الارشاد ولانه اصل كل نور حسي ومعنى“ بیشک آخیا تمھارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور، اور وہ نور نبی اکرم صلی علیہ وسلم ہیں، آپ کا اسم شریف نور اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ دلوں کو نور بصیرت بخشتے ہیں اور ان کو ارشاد فرما کر ہدایت دیتے ہیں کیونکہ آپ ہر حسی اور معنوی نور کی اصل اور بنیاد ہیں۔ (تفسیر صاوی جلد ۱)

(۵) تفسیر روح البیان میں علامہ اسماعیل حق علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ”بے شک آخیا تمھارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور کتاب بین القیل العرود بالاول وهو الرسول صلى الله عليه وسلم وبالثنى القرآن“ مفسرین نے کہا ہے کہ اول نور سے مراد محمد صلی علیہ وسلم ہے (روح البیان ج ۲ ص ۳۶۹)

بہتر فرماتے ہیں کہ ”رسول اللہ صلی علیہ وسلم کا نام نور اس لئے رکھا گیا کیونکہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدس کنور سے سب سے اول ظاہر فرمایا اور وہ نور محمد صلی علیہ وسلم ہیں“ کما قال اول ما خلق الله نوري“ جیسا کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جو چیز پیدا فرمائی وہ میرا نور ہے (روح البیان ج ۲ ص ۳۷۰)

علامہ دیوبند و تبلیغی جماعت کے مولوی ذکر یا سہارنپوری (مصنف فضائل ائمال و فضائل صدقات وغیرہ) نے اپنی کتابوں (یعنی تبلیغی نصاب، فضائل درویش شریف وغیرہ) میں اسی تفسیر روح البیان کو بار بار بطور حوالہ پیش کیا۔ لہذا ماننا پڑے گا کہ تبلیغی جماعت والوں کے ذکر یا صاحب کے نزدیک یہ تفسیر معتبر و پسندیدہ ہے ورنہ اگر یہ تفسیر ضعیف یا غیر معتبر ہوتی تو ہرگز اس کا حوالہ نہ بیان کرتے۔ لہذا اب یہ کہنا کہ تفسیر روح البیان ضعیف ہے کیسے قابل قبول ہو سکتا ہے؟ جب اپنی علماء دیوبند کی اپنی باری آئے تو اس کو قبول کر لیں اور اپنی کتابوں میں اس کے حوالہ جات درج کریں اور جب ہم سنی بیان کریں تو اس کو ضعیف کہہ کر رو کر دیا جائے یہ کہاں کا انصاف ہے؟

(۶) تفسیر بیضاوی میں امام عبد الرحمن بیضاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ”قد جاءكم من الله نور يرد بالانوار معصدا صلى الله عليه وسلم“ نور سے مراد رسول اللہ صلی علیہ وسلم ہیں (بیضاوی)

(۷) تفسیر معالم التنزیل میں امام ابو محمد الحسین الفراء اللبغوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ”بے شک آیا تمھارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور یعنی معصدا صلی علیہ وسلم“ (تفسیر معالم التنزیل جلد ۲ ص ۲۳ بحاشیہ تفسیر خازن)

(۸) تفسیر جلالین میں علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ”بے شک آیا تمھارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور“ هو النبى صلی علیہ وسلم“ وہ نبی پاک ہیں۔ (جلالین صفحہ ۷۷)

تفسیر جلالین تمام مسائل (وہابیہ) کے درس نظامی میں بھی پڑھائی جاتی ہے ہر مولوی سنی، وہابی، الحمد للہ شیعہ یا اپنے مدرسہ میں تعلیم حاصل کرتے ہوئے یہی پڑھتا ہے کہ نور سے محمد صلی علیہ وسلم ہیں مگر وہابیہ باہر نکل کر حاصل کردہ تعلیم کے خلاف عمل کرتے ہیں۔ پڑھتا کچھا اور ہے لیکن کہتا کچھا اور ہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے۔

(۹) تفسیر حسینی میں علامہ معین الدین واعظ کا شفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ”گفتہ اند نور حضرت رسالت پلہ علی اللہ علیہ وسلم است و کتاب محمد صلی علیہ وسلم است“ مفسرین کو فرماتے ہیں کہ نور حضرت رسالت پناہ صلی علیہ وسلم ہیں اور کتاب بین قرآن پاک ہے۔

(۱۰) تفسیر کبیر میں امام مفر الدین رازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ”ان العرود بالانوار معصدا صلی علیہ وسلم“ بیشک نور سے مراد محمد صلی علیہ وسلم ہیں۔ (تفسیر کبیر) مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی نے تفسیر کبیر کو بے مثل تفسیر لکھا (تفسیر واضح البیان ۳۰۸) جلد ۱۳ وہابیہ الحمد للہ کے حافظ عبد اللہ روپڑی لکھتے ہیں کہ امام رازی کا پایہ علوم آریہ اور عالیہ خصوصاً علم تفسیر میں اہل علم پر مخفی نہیں (ورایت تفسیری ۹۷)

(۱۱) تفسیر ابوالسعود میں امام ابوالسعود علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ”بے شک آیا تمھارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب“ قیل العرود بالاول وهو الرسول صلى الله عليه وسلم وبالثنى القرآن“ مفسرین نے کہا ہے کہ اول نور سے مراد محمد صلی علیہ وسلم ہیں اور دوسرا کتاب سے مراد قرآن مجید ہے (تفسیر ابوالسعود ج ۲ بحاشیہ تفسیر کبیر)

(۱۲) تفسیر قادری میں اسی آیت کے تحت یہ بھی ہے کہ ”مفسرین کو فرمایا کہ نور جو حضرت محمد صلی علیہ وسلم ہیں اور کتاب بین قرآن شریف ہے (تفسیر قادری ۲۱۶)

(۱۳) شفاء شریف میں امام محدث قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں ”تحقیق اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا نام ہی قرآن پاک میں نور اور صریحاً حسیہ رکھا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بیشک آگیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب۔ (شفاء شریف جلد ۱)
 قارئین کرام! یاد رہے کہ غیر مقلدین اہلحدیث کے امام العصر مولوی ابوالکلام آزاد نے شفاء شریف کو بے نظیر کتاب قرار دیا ہے۔ (سراج منیر صفحہ ۵۰۵۔ بحوالہ انوار الہدیہ ص ۲۴) اور قاضی سیدان منصور پوری نے قاضی عیاض کے متعلق لکھا کہ عیاض بن موسیٰ صاحب غرامطہ کے شہر بہتہ کے قاضی، فقیہ، تفسیر، حدیث و سائر علوم کے امام تھے (رحمۃ العالمین ج ۲ ص ۲۵۰)

(۱۴) شرح شفاء شریف میں ملا علی قاری لکھتے ہیں کہ ”ابی المراد باللہ محمد ﷺ“ نور سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں۔ (شرح شفاء ملا علی قاری جلد ۱ ص ۵۰۵)
 (۱۵) شرح شفاء شریف میں امام شہاب الدین بخاری فرماتے ہیں ”اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کا نام نور رکھا اور فرمایا ”تحقیق آگیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور کتاب یقیناً اور کہا گیا ہے کہ نور سے مراد اس آیت میں حضور ﷺ ہیں۔ (شرح شفاء از شہاب الدین البخاری جلد ۲ ص ۲۴۸)
 علامہ سی نسیم الریاضی شرح شفاء میں ہے ””لقد نطق القرآن بانه النور مبين وكوله بشر الا منا فيه كفا توهم فان فهمت فهو نور على نور فان السور فهو ظاهر لنفسه المطهر لغيره“ اور بیشک قرآن پاک کا مطلق ہے کہ حضور ﷺ اور نبیین ہیں اور حضور ﷺ کا بشر ہونا آپ کے نور ہونے کے ہرگز منافی نہیں جیسا کہ وہم کیا گیا ہے پس اگر تو سمجھے تو وہ ایسے نور ہیں جو سب نوروں پر غالب ہیں کیونکہ اسے نور کہتے ہیں۔“ جو خود ظاہر ہو اور اپنے غیر کو ظاہر کرنے والا ہو۔“ (نسیم الریاض جلد ۲ ص ۳۱۹)

اس عبارت سے وہابیہ کے اس اعتراض کا جواب بھی آگیا کہ شریعت اور نور کیسے جمع ہو سکتے ہیں پس معلوم ہوا کہ نور شریعت کے منافی ہرگز نہیں۔
 (۱۶) شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ ”اللہ پاک نے آپ ﷺ کا نام عارت وجہ کی روشنی کی وجہ سے نور اور چمکانے والا آفتاب رکھا کیونکہ آپ کی وجہ سے قرب و موصول کے طریقے روشن ہوئے اور آپ کے بھال اور کمال سے آنکھیں اور دل روشن ہو گئے جیسا کہ فرمایا ”قد جاءكم من الله رسول وكتاب مبين“ (مدارج النبوت ج ۱ ص ۷۶)
 (۱۷) علامہ دارق قطنی کبیر احمد بن اور فیس رحمۃ اللہ علیہ جو نہ صرف عالم فاضل تھے بلکہ وقت کے قطب کبیر تھے آپ کے ایک مرید نے الحمد للہ بیس ایک کتاب لکھی جس میں انہوں نے اپنے مرشد سیدی احمد بن اور بیس کا یہ قول درج فرمایا ”اللہ تعالیٰ نے فرمایا بے شک تمہارے پاس آیا اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب، ایسے نور رسول کرم ﷺ ہیں ”اذا لو كان النور هو الكتاب لكان لفظا متكررا“ اس واسطے کہ اگر نور سے مراد کتاب ہو تو لفظی تکرار آ جائے گا (جو اہر ایما ر جلد سوئم ص ۲۸)۔

اسکے علاوہ (۱۸) تفسیر قرطبی جلد ۲ ص ۲۳، (۱۹) تفسیر ملائی جلد ۲ ص ۸۰، (۲۰) تفسیر جامع البیان جلد اول ص ۲۵۱، (۲۱) البحر المحیط (۲۲) تفسیر خازن (۲۳) تفسیر مدارک وغیرہ میں بھی نور سے مراد اللہ ﷻ آیا گیا۔

◀ علماء اہلحدیث کے ہاں ان تفاسیر کا مقام ▶

ان تفاسیر کے مستبر ہونے کا تذکرہ غیر مقلدین اہلحدیث کے امام العصر مولوی میر سیالکوٹی اس طرح کرتے ہیں کہ جملہ تفاسیر معتبرہ کیا معقولی اور کیا غیر معقولی مثل تفسیر کبیر، تفسیر معالم و جلالین و تفسیر فیضی و روحانی و فتح البیان و جامع البیان و مدارک و سراج منیر و خازن و کشاف و تفسیر ابی السعود و عباسی و بیضاوی و تفسیر ابن کثیر و مطہرک من الذین کفرو کے معنی کفار کے ہاتھ سے خلاصی اور نجات لکھے ہیں (شہادۃ القرآن جلد ۱ ص ۱۴۸ از ابوالکلام آزاد) بحوالہ انوار الہدیہ صفحہ ۳۹
 تو جب یہاں ان مفسرین کرام کی اس تفسیر کو صحیح تسلیم کیا جا رہا ہے تو پھر قد جاءکم من اللہ نور کی تفسیر میں نور سے مراد محمد ﷺ کی ذات کو ماننا (جو کہ انہیں مفسرین کرام کی تفسیر سے ظاہر و واضح ہے) میں کیوں پس و پیش کیا جاتا ہے بلکہ انکار کیا جاتا ہے؟ کہیں ایسا تو نہیں کے جب اپنے مطلب و مقصد کی تفسیر آئے تو ان تفاسیر کو قبول کر لیا جاتا ہے اور جب مخالف مسلک وہابیہ کوئی بات آئے تو انکار و رد کر دیا جاتا ہے؟ بحر حال مذکورہ تفاسیر کے بارے میں اہلحدیث کے امام العصر نے ”تفاسیر معتبرہ“ کے الفاظ لکھے۔ اور انہی تفاسیر کے اندر ”قد جاءکم من اللہ نور“ سے مراد ”نبی پاک ﷺ کی ذات کو لیا گیا ہے۔ الحمد للہ رب العلمین۔“

◀ وہابی غیر مقلدین و دیوبندیوں کی تفاسیر ▶

(۱) تفسیر ثنائی میں سر دارالوہبیہ غیر مقلد اہلحدیث کے مولوی ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں کہ ”تمہارے پاس اللہ کا نور محمد ﷺ اور روشن کتاب قرآن شریف آئی۔ (تفسیر ثنائی سورہ المائدہ)

مولوی ثناء اللہ امرتسری کے بارے میں ماہنامہ اہلحدیث ۳۰ ستمبر ۱۹۶۳ء پر ”نہیں المناظرین الفاضل الاجل جامع المقولات المتقلب شیر پنجاب۔۔۔“ وغیرہ جیسے

القاب موجود ہیں۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۱ ص ۳۳)

نیز اسی فتاویٰ ثنائیہ کے بعد ایسے میں غیر مقلدین کے احسان الہی ظہیر لکھتے ہیں کہ ”شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر ثنائی۔۔۔ شائع کر چکے ہیں (جلد ۱ ص ۱۳) ثناء اللہ صاحب کے بارے میں مولوی ابو نعیم عبد العظیم حیدر آبادی لکھتے ہیں کہ ”مولوی ثناء اللہ صاحب ایک روشن خیال اور راسخ الاعتقاد اہل حدیث کے لیڈر ہیں (الجلد ۱ ص ۵) امرتسری ص ۵ یکم جنوری ۱۹۱۵ء بحوالہ نور تبیین ۲۹) لہذا معلوم ہوا کہ یہ تفسیر ثنائی علماء اہلحدیث کے نزدیک معتبر مستند و قابل قبول اور ثنائی صاحب بھی علماء کے معتبر و مسلمہ بزرگان و اکابرین میں شامل ہیں۔

(۲) قاضی شوکانی غیر مقلد اہلحدیث لکھتے ہیں کہ ”قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین قال الزجاج النور محمد ﷺ“ بے شک آگیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب و زجاج نے فرمایا ہے کہ نور سے مراد محمد ﷺ ہیں۔ (تفسیر فتح القدیر)

قاضی شوکانی غیر مقلدین کے معتبر و مسلمہ بزرگ ہیں۔ اس بات کا انکار کسی بھی غیر مقلد اہلحدیث کو نہیں۔ لہذا شوکانی کی تفسیر سے بھی ثابت ہو گیا کہ یہاں نور سے مراد ذات رسول اکرم ﷺ ہے۔

(۳) قاضی شوکانی کی طرح غیر مقلدین اہلحدیث کے امام نواب صدیق حسن خان مصلی لوی نے بھی یہی تفسیر کی (تفسیر فتح البیان)

مولانا ثناء اللہ امرتسری شیر پنجاب (بقول اہلحدیث) نے نواب صدیق حسن خان مصلی لوی کو بچہ دکھایا ہے (اخبار اہلحدیث امرتسری ص ۱۱۔ ۲۸ جون ۱۹۱۴ء بحوالہ انوار اللمحہ ص ۳۶)

بلکہ فتاویٰ ثنائیہ میں ایک سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ یہ تینوں صاحب (مولانا نذیر حسین، اسماعیل دہلوی، نواب صدیق حسن) بچے اہلحدیث تھے۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۱ ص ۳۸۲)

اسی طرح وہابیہ ہی کے مشہور مولوی محمد دہلوی لکھتے ہیں کہ ہندوستان کے قدامتہ اہلحدیث و وسامین غلہ مکانی نواب صدیق حسن خان صاحب کے تہ کا نور ربی دنیا تک تاریخ عالم فرمواش نہ کر سکے گی (اخبار احمدی دہلوی صفحہ ۹ یکم مئی ۱۹۳۲ء بحوالہ انوار اللمحہ ص ۳۶)

(۴) شرح اسماء الحسنى میں وہابیہ غیر مقلد یہ کے مستند اور محقق مولوی قاضی سلیمان منصور پوری لکھتے ہیں کہ ”قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین“ اس آیت میں وجود باوجود نبی کریم ﷺ نور بتلایا گیا ہے۔ (شرح اسماء الحسنى صفحہ ۱۵۵) اللہ نور ہے اور اس نے اپنے رسول کو نور بنا کر بھیجا (۱۵۳)

(۵) غیر مقلدین وہابی اہلحدیث کے بزرگ علامہ قاضی محمد سلمان صاحب سلمان منصور پوری لکھتے ہیں۔ اسی کا نام مبارک سورۃ مائدہ میں نور بتلایا گیا ہے ”قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین“۔ تفسیر خازن و معالم میں نور کو نبی ﷺ کی ذات بتایا گیا ہے حضور ﷺ ہی وضوح امر اور یقین نبوت میں نور ہیں اور حضور ﷺ ہی کی تعلیم نور قلوب کے لئے نور ہے۔ حبیب اللہ ﷺ کی دعائے ذیل پر غور کرو اور دیکھو کہ حبیب الدعوات سے روزانہ کسی شے کا سوال ہے؟ کیا ذات سبحانی کسی سوال کا رد بھی فرماتی ہے؟ اللہم اجعل فی قلبی نوراً۔ الخ الہی میرے قلب میں نور بنو میری آنکھ میں نور۔ الخ یہ حدیث شریفہ مکمل لکھنے کے بعد لکھنے کے بعد لکھتے ہیں۔ ”کعب بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قصیدہ ”بانت سعاد“ میں لکھتے ہیں ”إِنَّ الرَّسُولَ قَدْ وَفَّقْنَا بِهِ“ (زمع للعالمین جلد سوم صفحہ ۲۲۵)

(۶) اسی طرح دیوبندیوں کے امام ربانی قطب صدیقی مولانا رشید احمد کنکوی اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں کہا ”اور نور سے مراد ذات پاک حبیب خدا ﷺ ہے“ امداد السلوک صفحہ ۲۰۲) اور پھر آگے لکھا کہ ”حضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے مجھ کو اپنے نور سے پیدا کیا۔ (امداد السلوک ۲۰۲)

(۷) مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ ”شاہد نور سے خود نبی کریم ﷺ اور کتاب مبین سے قرآن کریم مراد ہے۔ (تفسیر عثمانی ۱۹۳)

(۸) مولوی اور مس کا دہلوی دیوبندی اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ ”ایک نور آیا سے مراد رسول اللہ ﷺ اور ایک روشن کتاب آئی ہے قادرہ اور زجاج سے منقول ہے کہ نور سے آنحضرت ﷺ کی ذات باریکات مراد ہے دیکھو روح المعانی صفحہ ۸ ج ۶ تفسیر قرطبی ص ۱۱۸ ج ۶ (تفسیر معارف القرآن جلد ۱ ص ۲۳)

(۹) مولوی مشتاق احمد دیوبندی اپنی کتاب التوسل (جو کہ مولوی کفایت اللہ دہلوی، مولوی محمود الحسن، مولوی شبیر احمد عثمانی، مفتی شفیق دیوبندی کی مصدقہ ہے) میں لکھتے ہیں کہ ”فرمایا اللہ کریم نے قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین ترجمہ اور آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور کتاب مبین اس جگہ حسب روایت شفاء قاضی عیاض نور سے مراد حضرت رسول اکرم ﷺ اور کتاب سے مراد قرآن مجید ہے اور کہا تفسیر روح المعانی میں ”قد جاء کم من اللہ نور و ہو نو الانوار والنسی المختار صلی اللہ علیہ وسلم والی هذا ذهب قتادہ و اختاره الزجاج“ غرض نور اور سراج منیر کا اطلاق حضور کی ذات پاک پر اسی وجہ سے ہے کہ حضور نور مجسم اور روشن چراغ ہیں، نور اور چراغ ہمیشہ ذریعہ وسیلہ صراط مستقیم کے دیکھنا اور خوفناک طریق سے بچنے کا ہوتے ہیں۔ پس حضور سراسر نور یقیناً تمام امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ و

انجیز کے واسطے اللہ کے مقرر کئے ہوئے وسیلہ ہیں اور ایسا وسیلہ ہیں کہ حالت حیات میں بھی وسیلہ تھے اور بعد میں بھی ہیں۔ کیونکہ جناب ام اللہ کریم نے اپنے کلام قدیم میں آپ کا تجویز فرمایا وہ تمام زبانوں میں حضور کی ذات کے واسطے ثابت ہے بلکہ دنیا میں تشریف لانے سے آپ کے جدا مہر عہد المطلب کو تقریش مصیبت کے وقت ہی نور کے سبب حل مشکلات کا وسیلہ بنایا کرتے تھے (النور ص ۲۲)

یہاں مولانا صاحب نے حضور کو نور ہدایت بھی مانا اور آپ کی ذات کو بھی نور مانا۔ ذات کے نور پر روح المعانی وغیرہ کے حوالہ کے ساتھ ساتھ آخر میں یہ الفاظ ”بلکہ دنیا میں تشریف لانے سے آپ کے جدا مہر عہد المطلب کو تقریش مصیبت کے وقت ہی نور کے سبب حل مشکلات کا وسیلہ بنایا کرتے تھے“ شاہد ہیں۔ کیونکہ وہ اس نور کو ہی وسیلہ بناتے تھے جو نسل در نسل منتقل ہو رہا تھا۔

(۱۰) دیوبندیوں کے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی ”قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین“ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ ایک مختصری آیت ہے اس میں حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنی دونوں نعمتوں میں ایک تو حضور ﷺ کا وجود ہے اور دوسری نعمت قرآن مجید کا نزول ہے۔ ایک کو نور سے ذکر فرمایا ہے اور دوسرے کو کتاب کے عنوان سے ارشاد فرمایا اور یہ تو جیسے اس آیت کی ایک تفسیر کی بناء پر ہے یعنی نور سے حضور ﷺ کا وجود و جوہر ادا کیا جاوے (اشرف الموعظ ص ۱۳۸) جہاں اور اسی طرح تھانوی صاحب نے اپنے رسالہ انور میں بھی نور سے مراد حضور ﷺ دیا۔ (صفحہ ۳۱)۔ مولوی اشرف علی تھانوی صاحب اشرف الموعظ صفحہ ۱۱۲ اور تلخ الصدور پر لکھتے ہیں کہ۔

نبی خود نور اور قرآن ملا نور

نبیوں کیوں مل کے پھر نور علی نور (تھانوی)

﴿ با وقت ولادت نور کا ظہور ﴾

”قد جاء کم من اللہ نور“ تحقیق آگیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور اور جب یہ نور لباس بشریت میں دنیا میں تشریف لایا تو اس نور سے شرق و مغرب روشن ہو گئے۔ جیسا کہ بالکل صحیح احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔

عن العنصر باض بن ساریہ عن رسول اللہ ﷺ انه قال انی عند اللہ مکتوب خاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینہ وما غیر کم باول امری دعوة ابراہیم وبشارة عیسیٰ وروبا اسی التي لات حین ومعنی وقد خرج لها نور اضاء لها منه قصور الشام۔ ”جناب مریض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بیشک میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس وقت سے خاتم النبیین لکھا ہوا ہوں۔ جب کہ آدم علیہ السلام اپنی گوندھی ہوئی مٹی میں تھے اور میں تم کو بتاؤں گی میرا پہلا امر (یعنی میری نبوت کا پہلا اظہار) جناب ابراہیم علیہ السلام کی دعا تھی اور پھر جناب عیسیٰ علیہ السلام کی بنا رست اور پھر میری ماں کا خواب جو انہوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا تھا انہوں نے دیکھا ان میں سے ایک نور تھا کی جس سے تمام کائنات ان کو نظر آئے۔“

(شرح السنۃ للامام بغوی ۱۳: ۲۰، مسند احمد ۱۲: ۱۲، المستدرک ۲: ۶۰۰، صحیح ابن حبان ۹: ۶۱۰، رقم ۶۳۷۰، دلائل النبوة ۲: ۱۳۰، وقال الحاکم ”ہذا حدیث صحیح الاسناد، واقرہ الذہبی“ وقال الہیثمی، رواہ احمد الطبرانی، والبیہقی، واحمد اسانید احمد رجالہ رجال الصحیح، غیر سعید بن سہید، وقد وثقه ابن حبان ۸: ۲۲۳، الطبقات الکبریٰ ۱: ۱۱۸، مشکوٰۃ المصابیح باب فضائل سید المرسلین، التاريخ الصغير ۹، طبع سائلگہ ہلی)

یاد ملاء فصل منی خرج معہ نور اضاء له ما بین المشرق والمغرب۔ ”جب حضور پر نور ﷺ پیدا ہوئے تو ان (کی والدہ ماجدہ) سے ایسا نور ظاہر ہوا جس سے شرق و مغرب کے درمیان ہر چیز روشن ہو گئی۔ (اس ”نور“ والے مضمون کی حدیث مختلف الفاظ کے ساتھ درج ذیل کتب میں موجود ہے)

- | | | | |
|---------------------------------|-------------------------|--------------------------------------|----------------------------|
| (۱) مواہب لدنیہ ۲۲/۱ | (۲) خصائص الکبریٰ ۱/۱۱۵ | (۳) زرقانی شریف، (۴) سیرت حلبیہ ۱/۹۱ | (۵) انوار اللمحذیہ ۱۶ |
| (۶) البدایہ والنہایہ ۲/۲۶۲ | (۷) لما ثبت من السنہ ۵۲ | (۸) کتاب الوقایہ ۲/۱۰۹ | (۹) مجمع الزوائد ۸/۲۲۳ |
| (۱۰) اسعاف الراغبین ۱۰ | (۱۱) دلائل النبوة ۱/۲۹۵ | (۱۲) داری شریف ۱/۱۷ | (۱۳) جوہر البحار صفحہ ۴ |
| (۱۴) سیرت النبی ﷺ جلد ۲ صفحہ ۳۳ | (۱۵) مشکوٰۃ شریف ۵۱۳ | (۱۶) شرح السنۃ امام بغوی ۱۳/۲۰۷ | (۱۷) الطبقات الکبریٰ ۱/۱۱۹ |
| (۱۸) مسند امام احمد ۱۲/۱۲۰ | (۱۹) مستدرک ۲/۶۰۰ | (۲۰) مجمع ابن حبان ۹/۱۰۶ | (۲۱) الطبقات الکبریٰ ۱/۱۱۹ |
| (۲۲) مسند الطیالسی ۱۵۵ | (۲۳) تاریخ الصغیر ۹ | | |

الحمد لله عز وجل ان سب کتابوں میں اس مضمون کی حدیث موجود ہے کہ "ولادت کے وقت نور خارج ہوا یا نور دیکھا۔"

جسے سعودی عرب کے شافعی ادارے دارالسلام کی طرف سے تفسیر ابن کثیر کا اردو ترجمہ "المصباح المنیر تہذیب و تحقیق تفسیر ابن کثیر" شائع ہوا اور خود انہوں نے کہا کہ یہ جدید ترجمہ بالکل صحیح احادیث کی روشنی میں شائع کیا جا رہا ہے۔ مذکورہ حدیث مسند احمد 262/5 کے حوالے سے ان الفاظ میں موجود ہے کہ "میری ماں نے یہ خواب دیکھا کہ ان سے روشنی نکلی ہے جس سے شام کے کھلاوت روشن ہو گئے۔" (المصباح المنیر تہذیب و تحقیق تفسیر ابن کثیر ج ۱ سورۃ البقرہ آیت

129 صفحہ 326)

جسے تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ "اسی لئے حدیث میں آیا ہے کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ اپنے آغاز کے بارے میں کچھ فرمائیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔۔۔ (ترجمہ) میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور یحییٰ بن مریم علیہ السلام کی بیٹا رت ہوں اور میری ماں نے یہ خواب دیکھا کہ ان کے جسم سے ایک ایسا نور خارج نکلا جس سے شام کے کھلاوت روشن ہو گئے۔" (المعجم الکبیر 175/8 حدیث 7729 عن ابی امامہ رضی اللہ عنہ و مسند احمد 262/5 و سلسلہ الاحادیث الصحیحہ 59/4، حدیث 1545، 1546، المصباح المنیر تہذیب و تحقیق تفسیر ابن کثیر ج ۱ البقرہ زیر آیت 125، 126 ص 307 دارالسلام)

یہ جو نور ظاہر ہوا تھا یہ روشن ستارہ (نور) جسے قرآن نے مجسم کہا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ جبریل علیہ السلام سے سوال کیا۔ جبریل تیری عمر کتنی ہے جبریل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں نہیں جانتا سوائے اس کے کہ ایک ستارہ چوتھے جناب سے ستر ہزار سال کے بعد نمودار ہوتا ہے اور میں نے وہ ستارہ بہتر ہزار سال مرتبہ دیکھا ہے جب حضور ﷺ نے فرمایا "یا جبریل وعزۃ ربی جلی جلالہ ان ذالک الکوکب۔۔۔" اے جبریل مجھے میرے رب جل جلالہ کی قسم ہے کہ میں ہی وہ ستارہ ہوں" (السان العیون جلد ۱ ص ۲۹، تفسیر روح البیان ۱/۴۷۹، تاریخ کبیر از امام بخاری سیرت حلبیہ ۱/۴۹، جواہر البحار ۷/۷۷)

یہ نور الباقیہ الہدیۃ مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی نے بھی یہی لکھا کہ "حضرت آمنہ نے دیکھا کہ مجھ سے ایک نور نکلا ہے جس سے میں نے شام کے شہر بصری کے محلات دیکھ لیے" (سیرت المصطفیٰ ۱/۱۱۵)

یہ نور ایک اور روایت میں ہے کہ "سیدنا آمنہ فرماتی ہیں کہ" رایت کائن شہابا خرج منی اضاءت لہ الارض میں نے دیکھا کہ مجھ سے روشن ستارہ ظاہر ہوا جس سے پوری زمین منور اور روشن ہوئی (خصائص الکبریٰ ۱/۱۱۶، مواہب لدنیہ ۲۲، سیرت حلبیہ ۱/۷۷)

یہ اسی طرح ایک اور روایت میں بھی یہ الفاظ موجود ہیں "انہ خرج منها نور اضاءت لہا منہ قصور اشام۔" حمیٰ فی والدہ۔۔۔ بیان کرتی ہیں کہ "ان میں سے ایک نور نکلا جس سے شام کے کھلاوت کو روشن کر دیا۔" (صحیح ابن حبان رقم الحدیث ۶۳۷۰، المستدرک ۲/۶۰۰، مسند الطیالسی ۱۵۵، دلائل النبوة للبیہقی ۱/۸۳، الطبقات الکبریٰ ۱/۱۱۹)

یہ جو نور (بشریت کی شکل میں) خارج ہوا یہ نور مصطفیٰ ﷺ ہی تو تھا۔ لیکن اس نور نے آپ ﷺ کے جسم بشریت کو بھی اس قدر نورانی کر دیا تھا کہ اس نے تمام چیزوں کو روشن کر دیا تھا۔

﴿معترضین کے اعتراضات کے جوابات﴾

﴿اعتراض﴾: بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ نور اور کتاب زمین سے مراد ایک چیز ہے اور نور اور کتاب کے درمیان عطف تفسیری ہے۔

﴿جواب﴾: اگر یہاں عطف تفسیری مانا جائے تو تفسیر جلالین، تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر درجنوں معتبر تفسیر کا انکار لازم آئے گا۔ جب صحابی رسول حضرت عہد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نور سے مراد محمد رسول اللہ ﷺ لے رہے ہیں تو تم اس نور سے مراد کتاب کیسے لے سکتے ہو؟ کیا صحابہ کرام قرآن کو نیا وہ سمجھتے تھے یا تم منکرین زیادہ سمجھتے ہو؟ اور تمہارے بات مانی جانے یا صحابہ کرام کی؟ یہاں نور اور کتاب کے درمیان واو ہے جو معطوف الیہ اور معطوف کی مغایرت چاہتی ہے لیکن اگر دونوں کو تم ایک ہی کہتے ہو تو یوں کہا کرو۔ زمین و آسمان، مرد و عورت، حق و باطل، کفر و اسلام، ایک ہی ہیں اگر ان مقامات پر واو یعنی عطف کی وجہ سے ایک نہیں بلکہ دو چیزیں مراد لیتے ہو تو نور اور کتاب سے مراد دو چیزیں کیوں نہیں لیتے۔

﴿اعتراض﴾: یہاں نور سے مراد نور ہدایت ہے نہ کہ ذات کو نور کہا جائے گا۔

﴿جواب﴾: سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر ہدایت کا نور ہی مراد ہو تو کیا اس سے ذات کی نفی ہو جاتی ہے؟ دیکھو سورج کی صفت بھی نور ہے اور ذات بھی نور ہے تو اگر

کسی کتاب میں یہ لکھا ہو کہ سورج کی صفت نور ہے تو اس سے اس کی ذات کے نور ہونے کی نفی نہیں ہو جاتی؟ تو بالکل اسی طرح اگر ایک تفسیر میں آپ کو نور ہدایت لکھا ہو تو اس سے ذات کی نفی نہیں ہوتی۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کی ذات بھی نور ہے اور آپ نور ہدایت بھی ہیں۔ اس طرح ہمارا دونوں تقاسیر پر عمل ہو جاتا ہے لیکن منکرین نور ہدایت والی تفسیر کو تو مانتے ہیں لیکن ذات نور (یعنی محمد ﷺ نور ہیں) کا انکار کر دیتے ہیں۔ اور پھر کثیر محدثین کرام نے لکھا کہ اس نور سے مراد محمد ﷺ ہیں تو ہم پوچھتے ہیں محمد ﷺ ذات ہیں کہ ہدایت؟ جب محمد ﷺ ذات ہیں تو یہاں ذات ہی کو نور کہا جا رہا ہے۔ اور پھر ہم پہلے یہ بھی عرض کر چکے کہ منکرین کرام نے آپ کو حسی و معنوی دونوں نور تسلیم کیا۔ لہذا حضور ﷺ خود بھی نور ہیں اور نور ہدایت بھی ہیں۔ خود علماء دیوبند کے رشید احمد گنگوہی نے اسی آیت کے تحت ذات کے الفاظ لکھے ”اور نور سے مراد ذات پاک حبیب خدا“ ہے۔ (امداد السلوک صفحہ ۲۰) لہذا آپ ﷺ حسی و معنوی نور ہیں۔

اعتراض: یہاں آخر میں ضمیر واحد ”ہے“ استعمال ہوئی ہے۔ لہذا نور اور کتاب متین سے مراد ایک ہے۔

جواب: اس اعتراض کے جواب میں صرف ایک آیت قریش خدمت ہے کہ اللہ فرماتا ہے ”وَمَا نَقْصُوا إِلَٰهَ إِلَّا إِنِ أَغْنَتْهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَتْلِهِ“ اور لوگوں کو کیا برکت کا کہ انہیں اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے غنی کر دیا۔ (پہلا آیت ۷۲) تو یہاں بھی ضمیر واحد کی استعمال ہوئی ہے جبکہ پیچھے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ذکر ہو رہا ہے تو کیا مخالفین یہاں بھی ضمیر واحد کی وجہ سے اللہ و رسول کو ایک ذات قرار دیں گے؟ معاذ اللہ عز و جل انہیں ہرگز نہیں کیونکہ یہاں ضمیر واحد اس لئے استعمال ہوئی ہے کہ اللہ و رسول کا نفی کرنا ایک ہلکا لگ لگ نہیں۔

تو بالکل اسی طرح قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین کے بعد جو ”یہودی بہ اللہ“ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں اس سے نور اور کتاب کا ایک ذات ہونا ہرگز مراد نہیں بلکہ یہاں ضمیر واحد اس لئے استعمال ہوئی کہ ذات مصطفیٰ ﷺ و قرآن پاک کی ہدایت ایک ہے، کوئی علیحدہ علیحدہ ہدایتیں نہیں۔

اعتراض: بعض تقاسیر میں نور سے مراد روح و قلم، اسلام یا عقل لیا گیا ہے لہذا حضور ﷺ نور نہ ہونے۔ جب یہاں مختلف رائے ہو گئیں اور نور کے مصداق میں چار احتمال پیدا ہو گئے ہیں تو ”اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال“۔

جواب: پہلی بات تو یہ ہے اس آیت کے تحت مختلف رائے آئیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس سے استدلال باطل ہو گیا کیونکہ ایک آیت کی جتنی بھی تفسیریں ممکن ہوں، جب تک ان میں مطابقت ممکن ہوگی کسی بھی تفسیر کا انکار نہ کیا جائے گا۔

دوسری بات یہ کہ اگر اسلام کو بھی نور مان لیا جائے، عقل کو بھی نور مان لیا جائے اور روح کو بھی نور مان لیا جائے اور آپ ﷺ کی حقیقت کو بھی نور مان لیا جائے تو سب پر عمل ہو جائے گا۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ اسلام بھی نور ہے، عقل بھی نور ہے، روح بھی نور ہے اور ہمارے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ کی اولیت و حقیقت بھی نور ہے۔ لہذا اتمام تقاسیروں پر عمل ہو گیا۔ لہذا مذکورہ اعتراض ہی باطل ہو گیا۔

تیسری بات یہ ہے کہ یہاں نور سے مراد روح، اسلام، عقل یا قلم بول بھی یا گیا ہے ان سب سے مراد ایک ہی چیز ہے اور وہ ہے حقیقت محمدیہ ﷺ۔ جیسا کہ علماء اسلام نے بیان فرمایا ہے۔

علامہ شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ (جن کا نام غیر مقلدین کے امام ابن تیمیہ بھی اور یوہندیوں کے اکابرین بھی ادب و احترام کے ساتھ لیتے ہیں) وہ فرماتے ہیں: اللہ عز و جل نے فرمایا میں نے محمد مصطفیٰ ﷺ کی روح کو اپنے جمال کے نور سے پیدا کیا، جیسے کہ نبی اکرام ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میری روح کو پیدا فرمایا اور سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا، سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا، ان سب سے مراد ایک ہی چیز ہے اور وہ ہے حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اس حقیقت کو نور اس لئے کہا کہ وہ جلالی عظمت سے پاک ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین ”عقل اس لئے کہا کہ وہ کلیات کا ادراک کرنے والی ہے، قلم اس لئے کہا کہ وہ علم کے نقل کرنے کا سبب ہے (سیر الاسرار صفحہ ۱۲)۔

علامہ نجم الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۵۳ھ) مختلف احادیث نقل کرنے کے بعد مختلف روایات میں تطبیق دیتے ہوئے فرماتے ہیں: قلم، عقل اور روح سے مراد ایک ہی ہے اور وہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی روح (یعنی حقیقت) ہے۔ (مرصاد العباد، طبع ایران صفحہ ۳۰ بحوالہ عقائد و نظریات ص ۲۷۷)

علامہ عارف باللہ علامہ عبدالحق صاحب شعرانی (م ۹۷۳ھ) فرماتے ہیں: اگر تو کہے کہ حدیث میں واروہ ہے کہ سب سے پہلے میرا نور پیدا کیا گیا، اور ایک روایت میں ہے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے عقل کو پیدا کیا، ان میں تطبیق کیا ہے؟ تو جواب یہ ہے کہ ان دونوں سے مراد ایک ہے کیونکہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی حقیقت کو کبھی عقل اول سے تعبیر کیا جاتا ہے اور کبھی نور سے۔ (البراقیت والحدیث جلد ۲ ص ۲۰)

نوٹ: عارف باللہ علامہ عبد الوہاب شہرانی کی بزرگی کا احترام خود علماء دیوبند و اہلحدیث کی کب میں موجود ہے۔

یہ حضرت شیخ عبد الکریم جلی (رحمہ اللہ) نے بھی یہی تطبیق دی ہے کہ عقل، قلم اور روح مصطفیٰ سے مراد ایک ہی چیز ہے صرف تعبیر کا فرق ہے (جواہر النجا جلد ۲ ص ۲۳۰)۔
جہاں تا روح نفس میں ہے: محققین کے نزدیک ان احادیث سے مراد ایک ہی شے ہے، حیثیتوں اور نسبتوں کے اعتبار سے عبارات مختلف ہیں۔ پھر ”شرح مواقف“ سے بعض ائمہ کا یہ قول نقل کیا ہے ”عقل، قلم اور روح کا مصداق ایک ہی ہے“ (حسین بن محمد دیار بکری، علامہ: تاریخ قم جلد ۱ صفحہ ۱۹)

لہذا ان حوالہ جات سے جانچیں کہ اس اعتراض کی جڑ ہی کٹ گئی۔ جب ان سب سے مراد حقیقت نوری تھی ہے تو پھر اعتراض کیا؟

امام فخر الدین رازیؒ اسی بات کے جواب میں فرماتے ہیں کہ جو یہ کہتے ہیں کہ نور سے مراد بھی قرآن ہے اور کتاب زمین سے مراد بھی قرآن ہے یہ قول ضعیف ہے۔ (تفسیر کبیر) امام فخر الدین رازی نے بھی متعدد اقوال بیان کئے لیکن لکھا کہ ”نور سے مراد کچھ ہی ہیں“ (کبیر لہذا ہم بھی یہی کہتے ہیں ان سب سے مراد ایک ہی چیز (یعنی حیثیت محمدیہ) ہی ہے صرف تعبیر کا فرق ہے۔

علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ اہل سنت کے اس نظریے کی ترجمانی ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

روح بھی تو، قلم بھی تو، تیرا وجود اکتاب
کعبہ آگین، تیرے محیط میں حجاب (کلیات اقبال)

آیت: قرآن پاک میں ”انزلنا“ آیا ہے اور یہ قرآن پاک کیلئے استعمال ہوا ہے لہذا نور سے مراد نبی پاکؐ نہیں ہیں بلکہ قرآن پاک ہے۔

جواب: اس اعتراض کے جواب میں دیوبندیوں کے عظیم الامت کی آیت کے متعلق تفسیر و تشریح ملاحظہ کیجئے اور ضحنا قد جاء کم بوہان من ربکم وانزلنا الیکم نور امینا کی تفسیر اور تشریح بھی۔ اور اس آیت میں نبی کریمؐ کی ذات اقدس کا یہ بان رب تعالیٰ ہونا اور نور زمین ہونا بھی واضح ہو جائے گا اور داعی الی اللہ باقہ و صراجا منبوا کی تفسیر بھی معلوم ہو جائے گی۔ چنانچہ اشرف عل تھاوی دیوبندی کا رسالہ النور ہے اور اس کے آغاز میں یہ شعر درج ہے۔

نبی خود نور اور قرآن ما نور
نہو کیوں مل کے پھر نور ملے نور

”قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین“ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک روشن چیز آئی اور ایک کتاب واضح۔ (القرآن) یہ ایک مختصری آیت ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی دو نعمتوں کا عطا فرمایا بیان فرمایا ہے ان دونوں نعمتوں میں ایک تو حضور اکرمؐ کا وجود و وجود ہے اور دوسری نعمت قرآن مجید کا نزول ہے۔ ایک کلفظ نور سے تعبیر کیا گیا ہے اور دوسرے کو کتاب کے عنوان سے ارشاد فرمایا ہے یہ تو جیسے اس آیت کی ایک تفسیر کی بناء پر ہے یعنی جب کے نور سے حضورؐ کا وجود باوجود مراد لیا جاوے (رسالہ النور صفحہ ۳۰۲)

اس کی ایک تفسیر یہ ہے جو میں نے ذکر کی کہ نور سے مراد حضورؐ ہوں اور اس تفسیر کی ترجیح کی وجہ یہ ہے کہ اس سے مراد اور پر بھی ”قد جاء کم رسولنا“ تمہارے پاس ہمارے یہ رسول تشریف لائے ہیں فرمایا ہے تو قرینہ ہے اس پر کہ دونوں جگہ ”جاءکم“ کا فاعل ایک ہو دوسرا ”و“ کے ساتھ جو آپ کی شان بیان فرمائی ہے وہ یہ ہے لیکن لکم کبرا معا حکم تصفون من الکتاب“ یعنی کتاب میں سے جن باتوں کو تم چاہتے ہو ان میں سے بہت سی باتوں کو صاف صاف کھول دیجئے ہیں یعنی آپ کو ہمیں اور مظہر فرمایا، اب سمجھئے نور کی حقیقت ہے ظاہر مظہر ظہیر و حضورؐ کی شان مظہر کے بہت مناسب ہے کہ مراد نور سے آپؐ ہوں اور اس کے آگے قرآن کی شان میں فرماتے ہیں ”کتاب مبین یہی بہ اللہ“ تو کتاب کو تو آگاہ فرمایا اور آپ کو ہمیں میں خود مظہر فرمایا پس یہ قرینہ ہے تفسیر بالا کا (۲) تو نور کی شان میں تو اظہار غالب ہے اور کتاب میں ظہور غالب ہے تو یہی بہ اللہ کتاب کے نیا وہ مناسب ہے اور نور حضور کے زیادہ مناسب ہے یہ ہے یہ ترجیح۔ (صفحہ ۳۱ رسالہ النور ما ز تھاوی)

مگر اس میں ایک اشکال ہو سکتا ہے کہ دوسری جگہ ارشاد ہے ”قد جاء کم بوہان من ربکم وانزلنا الیکم نور امینا“ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک دلیل آچکی ہے اور ہم نے تمہارے پاس ایک صاف نور بھیجا ہے ”تو یہاں بوہان سے تو مراد غائب حق ہے انزلنا قرآن ہے اور یہی نور وہاں بھی آیا ہے (اور القورآن یفسر بعضہ بعضا قرآن کا ایک حصہ دوسرے حصہ کی تفسیر کرتا ہے) تو جواب اس کا یہ ہے کہ ہم کب دعویٰ کرتے ہیں کہ جہاں بھی جاء ہے وہاں اس کے فاعل حضورؐ ہی ہوں گے ممکن ہو کہ یہاں ”جاءکم“ کی اسناد ”کتاب“ کی طرف مجاز ہو مگر جہاں اسناد حقیقی بن سکے وہاں اس کو کیوں نہ اختیار کیا جاوے

اور یہاں ”قد جاء کم نور“ میں ہو سکتا ہے پس یہاں یہی مناسب ہو گا دوسرے ہم ”انزلنا“ سے بھی رسول ہی مراد لے سکتے ہیں چنانچہ ایک مقام پر ہے ”قد انزل اللہ الیکم ذکرا ورسولا“ (بے شک اللہ نے نازل کی ہے تمہاری طرف ایک نصیحت یعنی ایک رسول) رسول، بدل ہے بطور تفسیر کے ذکر آ، سے یہاں بھی انزل کا مفصل لفظ رسول واقع ہوا ہے پس اس سے بھی تفسیر مختار پر کوئی غبار نہیں رہا (رسالہ النور صفحہ ۳۱)۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ ”یا ایہا النبی انا ارسلک شایعاً و مبشراً و نذیراً و داعیاً الی اللہ باخفہ و سراجاً منیراً“ (اے نبی! ہم نے آپ کو اس شان کا رسول بنا کر بھیجا ہے کہ آپ گواہ ہوں گے اور آپ بشارت دینے والے ہیں اور ڈرانے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والے ہیں اور آپ ایک روشن چراغ ہیں۔ (رسالہ انور صفحہ ۳۔ تھانوی)

تھانوی صاحب کی اس تقریر سے واضح ہو گیا کہ رائج اور مختار تفسیر یہی ہے کہ نور سے مراد رسول گرامیؐ کی ذات پاک ہے اور آپؐ کو سراج منیر اور روشن چراغ بنا کر بھیجا گیا اور آپؐ بہ ہان ربی بھی ہیں اور اتارے ہوئے نور مبین بھی۔ پس تھانوی صاحب ہی کی اس تقریر سے مذکورہ اعتراض کا جواب ہو گیا اور دیگر شکوک و شبہات کا ازالہ ہو گیا۔

اعتراض: راقم الحروف کو ایک عزیز محمد اور یس نے اپنے علاقے کے ایک قاری ہال صاحب دیوبندی کی طرف سے ایک رقعہ اعتراض کی صورت میں دیا جس میں دو اعتراض کئے ہیں (۱) کہ حضورؐ کے شجرہ میں تمام بشر ہیں۔ اگر حضورؐ کو نبوت سے تو شجرہ شریف میں بشر کی بجائے نور ہونے چاہیے تھے۔

جواب: اصل میں قاری صاحب کو اہل سنت و جماعت کے عقیدہ نور کے بارے میں طبعی نہیں ہے جس کی بنا پر یہ اعتراض وار د کر دیا، کاش کے قاری صاحب ہمارے علماء کرام کی کتب سے ہمارے عقیدہ ہی پر مدللے لیتے تو ایسی جہالت کا مظاہرہ نہ کرتے۔ ہمارا عقیدہ آپؐ کی حقیقت اولیت سے تعلق رکھتا ہے۔ جس کی وضاحت شروع میں بیان ہو چکی۔ لہذا اسے صاف اور واضح بیان کے باوجود یہ اعتراض عبث گفتگو پر مبنی ہے۔ جب نور کا عقیدہ اولیت و حقیقت محمدی کے بارے میں ہے تو پھر ”شجرہ میں بشر ہیں“ کا اعتراض کبھی لاطعی و جہالت کی دلیل ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جب ہم خود یہ کہتے ہیں کہ حضورؐ دنیا میں کامل و افضل البشرین کریمین کریمین لائے اور جو کوئی آپؐ کی بشریت کا مطلق انکار کرے وہ کافر ہے تو پھر خواہ مخواہ کے ایسے اعتراضات مخالفین کی ہٹ دھرمی اور جہالت کا ثبوت ہے۔ کاش کہ قاری صاحب کوئی ایسی آیت وحدیث پیش کرتے کہ آپؐ نور نہیں ہیں۔ لیکن اصل موضوع کی بجائے بشریت پر بات کرتے پھرتے ہیں جس کا کسی کو بھی انکار نہیں۔

اعتراض: دوسرا اعتراض قاری صاحب نے یہ کیا تھا کہ قرآن پاک میں ۱۰ آیات نبیؐ کے بشر ہونے کے بارے میں ہیں آپؐ ۱۰ آیات نور کے بارے میں پیش کر دیجئے۔

جواب: جناب قاری صاحب! جب بشریت پر ہم سب متفق ہیں تو پھر بار بار بشریت کے موضوع پر واکل دینے کا مقصد عبث گفتگو کے سوا کچھ نہیں۔ میں آپؐ سے صرف ایک آیت یا ایک حدیث صحیحہ و صحیحہ پیش کرنے کا مطالبہ کرنا ہوں جس میں یہ ہو کہ حضورؐ کی اولیت یا حقیقت نور نہیں ہے۔ چلو یہی دیکھا دو کہ ”حضورؐ نور نہیں“ لیکن قیامت تک آپؐ کو ایسی دلیل نہیں ملے گی۔ لہذا خواہ مخواہ ٹکے لگانے کی بجائے قرآن وحدیث کو تسلیم کر لو اسی میں دنیا و آخرت کی بہتری ہے۔ باقی نور پر ۱۰ آیات کا مطالبہ کرنا یہ آپؐ کی لاطعی و جہالت کا ثبوت ہے کیا یہ لازمی ہے کہ ۱۰ آیات ہوگی تو سبھی قرآن پاک کی بات کو تسلیم کیا جائے گا؟ مسلمانوں کیلئے تو ایک آیت ہی کافی ہے اور نہ ماننے والوں کو پورا قرآن ماکافی۔ ویسے قاری صاحب ہماری اس کتاب پر توجہ فرمائیں شاید حق بات نصیب ہو جائے۔

﴿ حدیث نور: جابر رضی اللہ عنہ ﴾

وروی عبدالرزاق بسندہ عن جابر بن عبد اللہ قال: قلت یا رسول اللہ! یا ایہا انت وامی اعبرنی عن اول شی خلقہ اللہ تعالیٰ قبل الاشیاء قال: یا جابر! ان اللہ تعالیٰ قد خلق اللہ قبل الاشیاء نور ذیک من نوره فجعل ذلک النور یلوی بالقلوب حیث شاء اللہ..... (آخر تک) ترجمہ: عبدالرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا میرے ماں، باپ آپؐ پر فدا ہوں مجھ کو خبر دیجئے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز پیدا (تخلیق) کی؟ آپؐ نے فرمایا ”اے جابر! اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبیؐ کا نور اپنے نور (کے فیض) سے پیدا کیا پھر وہ نور قدرت الہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا اور اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم اور نہ بہشت تھی اور نہ دوزخ اور نہ فرشتہ تھا اور نہ آسمان اور نہ زمین تھی اور نہ سورج اور نہ چاند نہ جن تھے اور نہ انسان تھے پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کئے۔

☆ پہلے جز سے قلم پیدا کیا۔ ☆ دوسرے جز سے لوح پیدا کی۔ ☆ تیسرے جز سے عرش پیدا کیا۔ پھر چوتھے جز کو چار اجزاء میں تقسیم کیا۔ ☆ پہلے جز سے حاملان عرش پیدا کئے۔ (کہ وہ آٹھ فرشتے ہیں۔) ☆ دوسرے جز سے کرسی پیدا کی۔ ☆ تیسرے جز سے گل ملائکہ پیدا کئے۔ پھر چوتھے جز کو چار اجزاء میں تقسیم کیا۔ ☆ پہلے جز سے سات آسمان پیدا کئے۔ ☆ دوسرے جز سے سات زمیں پیدا کیں۔ ☆ تیسرے جز سے جنت ودوزخ پیدا کی۔ پھر چوتھے جز کو چار اجزاء میں تقسیم کیا۔ ☆ پہلے جز سے مومنوں کے ابصار کے نور کو پیدا کیا۔ ☆ دوسرے جز سے مومنوں کے دلوں کے نور کو پیدا کیا کہ وہ نور اللہ تعالیٰ کی معرفت ہے۔ ☆ تیسرے جز سے مومنوں کے

انس کو پیدا کیا کہ وہ تو حی ہے یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

حدیث جابر کے حوالہ جات

(۱) امام بخاری و مسلم کے والد استاد عبدالرزاق نے "مصنف عبدالرزاق، باب فی تخلیق نور محمد ﷺ بالجِزء المفقود من الجِزء الاول" حدیث نمبر ۱۸ صفحہ ۶۳ پر حدیث جاہر لکھی جس کی سند یہ ہے "عبد الرزاق عن معمر عن ابن المنکدر عن جابر قال: سالت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن اول شيء خلقه الله تعالى؟ فقال: هو نور نبیک یا جابر خلقه الله... الخ. یہی حدیث مختلف الفاظ کے ساتھ درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

(۲) حضرت علامہ ذوقانی "شرح مواہب لدینیہ جلد اول صفحہ ۴۱۱"۔
(۳) امام قسطلانی نے "مواہب لدینیہ" میں۔

(۳) علامہ یوسف عینہ ماسکعل تعالیٰ نے "انوار کھیر" صفحہ ۱۲

(۶) شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ”مدارج النبوت“

(۸) قاضی جلیل ملازمین کا قصی نے ”معارض البیہ“ ذکر کن اول صفحہ ۱۸ میں (۹) قائم المحدثین شیخ احمد شہاب الدین بن حجر مجتبیٰ کی نے ”قادی صریح“ میں

(۱۰) علامہ عمر بن احمد شرنوبلی نے ”شرح قصہ وردہ صحتی“

(۱۲) کا مکتوب صدی ۱۵ء صفحہ ۱۵۱ "مطالع المسرات" صفحہ ۲۱۰"

(۱۵) $\frac{1}{x^2} = x^{-2}$ $\frac{d}{dx} x^{-2} = -2x^{-3} = -\frac{2}{x^3}$

(۱۲) ایک نیکو شخص نے ایک اور شخص کو بتایا کہ میں نے ایک نیکو شخص کو دیکھا ہے۔

(۱۱) جبرائیل علیہ السلام نے حضرت یونس علیہ السلام کو زندہ نکال دیا۔

(۱۸) سیران نام چٹاوی بیٹاوی شریف۔
(۱۹) سیران بیٹاوی شریف۔

(۲۰) عام بی کے دلائل ایسے =

(۲۲) مائیں کی لے کیروں ابیان جلد ۱ صفحہ ۲۲۹ (۲۳) ملائی قادی، مرقاۃ تہرہ مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۱۲۰ اور تہرہ شفاء جلد ۱ صفحہ ۲۱۶

(۲۳) امام محمد عبد الوہاب شہرانی نے "اتو ایت و انجواب جلد ۲ ص ۲۰" (۲۴) امام ربیع اللہ اعلم الدین جامی نے "تو ابد النبی و ص ۶"

(۲۶) "مراوس البیان جلد ۱ ص ۲۳۸" (۲۷) "مراوس البیان جلد ۱ ص ۲۳۸"

(۲۸) علامہ یوسف بن اسحاق علی ہمدانی نے ”حجتہ اللہ علی العالمین“
(۲۹) حضرت سید عبدالرحیم ولید شاہ ولی اللہ نے ”انفاس رحیمہ ص ۱۳“

(۳۰) ۵۰۰ ولی اللہ صحت و بلوی نے ”فیوض الحرمین ص ۹۷“
(۳۱) سید عبدالقادر جیلانی نے ”عمر الاسرار“

(۳۲) حضرت الشیخ چراغ دہلوی نے ”صحائف السلوک“ (۳۳) امام محمد شاہ ابن الجوزی نے ”مکمل الیوم واللیلی“

(۳۲) امام خمینی عن محمد عجلونی "کشف الخفاء ومزیل الالباس ج ۱ ص ۲۶۵" (۳۵) امام عبدالحق عیسیٰ نے "المحکمۃ فی الدینیہ" جلد ۵ ص ۲۷۵۔

(۳۶) علامہ شرف الدین جوہری کے قصیدہ ہمزہ کی شرح میں یہ حدیث نقل کی گئی ہے، علامہ سلیمان النجمل (م ۱۲۰۳ھ) صاحب تفسیر النجمل "الفتوحات الا"

حمليه بالمخ المجلديه" من ٤

(۳۷) امام غلام ابن الحاج فرماتے ہیں "مختصر خطیب" جو (صحیح کی کتاب "مختصفاً بالصوریہ" میں ہے۔ (ابن الحاج: المدخل جلد ۲ ص ۳۲)

(۲۸) علامہ ابو الحسن بن عبد اللہ بکری فرماتے ہیں: "مفسر علی مر تقی نے فرمایا: اللہ تعالیٰ موجود تھا اور کوئی شے اس کے ساتھ نہ تھی، اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے اپنے

حب۔ کانور عبدالکمال۔ ایلچ ("الاندلس" محمد "تحفہ شرف" ص ۵)

(۳۹) عالم مشایخ، کریم بخش، **علماء اسلام**، (۱۳۴۰ھ تا ۱۳۸۰ھ)، (۳۲۰ صفحہ)۔ ترجمہ: محمد کرم اللہ النعمان، علیہ السلام، عالم، علیہ السلام، "کاشف حجاب عن عرش نقل، کاہل"۔

(من كتاب: تاريخ العرب، الجزء الثاني، صفحة ١٢٣)

[illegible][illegible]

(۱۶) ملہ کر کے کھانور سے لے کر اٹھ کر کھانور کے لیے چاہیہ کھانور کے لیے

(۴۳) محمود بن حنفی مبرور الدین نے لکھا: "ایک روایت میں نور مصطفیٰؐ پیدا کیا۔ (عمدة القاری، بیروت ج ۵ ص ۱۰۹)

(۴۵) تحفۃ المشعر صفحہ ۱۰۰

﴿ — وہابیوں دیوبندیوں اہل حدیثوں کے حوالے — ﴾

(۴۶) دیوبندیوں دیوبندیوں اہل حدیثوں کے امام اسماعیل دہلوی نے "رسالہ یک روزی" (۴۷) مولوی محمد اور محسن کا دہلوی نے "مقامات کے حاشیہ صفحہ ۱۱" (۴۸) مولانا محمد شفیع صاحب تفسیر "معارف القرآن جلد ۳ صفحہ ۳۱۰" زیر آیت وانما اول المسلمین اس حدیث کو لکھا۔

صاحب کے حوالے سے لکھا کہ اس کی کچھ اصل ہے صفحہ ۹۸۔

(۵۱) توارخ حبیب اللہ للعلامہ القاضی محمد عسکری نے "مقامات کے حاشیہ صفحہ ۱۱" (۵۲) مولانا عید محمد علی نقوی فرنگی علی "الامام ابوہریرہ" میں امام عبدالرزاق کے حوالے سے حضرت چاہے "ی روایت نقل کرنے کے بعد حبیب کا عنوان دے کر لکھتے ہیں "عبدالرزاق کی روایت سے نور محمدی کا پیدائش میں اول ہوا اور ثقیف سے پہلے ہونا ثابت ہے (الانوار الموعودۃ فی الاخبار الموضوعۃ ص ۲۳)

(۵۳) دیوبندیوں کے مجدد و شرف علی نقوی نے "نشر الطیب صفحہ ۱۱" مزید یہ کہ نقوی صاحب حدیث نور کو لکھنے کے بعد فرماتے ہیں "اس حدیث سے نور محمدی کا اول الخلق ہونا باوریت حقیقہ ثابت ہوا کیونکہ جن جن اشیاء کی نسبت روایات میں اولیت کا حکم آیا ہے ان اشیاء کا نور محمدی سے متاخر ہونا اس حدیث میں منصوص ہے۔ (نشر الطیب ص ۱۱)

امت مسلمہ کی مذکورہ کے مذکورہ لا مستند را اور رفیع المرتبت مجددین و مورخین نے بالافتد و نظر اور جرح کے اس حدیث نور کو اپنی کتب میں نقل کیا یہی اس حدیث کی صحت کا بین ثبوت ہے۔ اس حدیث کا مستند صحیح ہونے کی ایک روشن دلیل یہ بھی ہے کہ علامہ دیوبندی کے دیگر علماء و اکابرین کے علاوہ جدید و ممتاز عالم دین حکیم الامت مجدد مولانا اشرف علی نقوی نے اپنی کتاب "نشر الطیب" میں اس حدیث کو لکھا ہی نہیں بلکہ آغاز ہی اسی حدیث سے کیا۔ اور مولانا نقوی صاحب نے اپنی اس کتاب میں صحت روایت کا پتہ خیال رکھا ہے جیسا کہ نشر الطیب کے تعارف میں نقوی صاحب نے خود بھی کیا ہے کہ "حضور پر نور" کے کچھ حالات قبل نبوۃ و بعد نبوۃ کے صحیح روایات سے تحریر کیے جاویں (صفحہ ۷) پس اس حدیث کا صحیح ہونے کا اقرار خود نقوی صاحب کے اس دعویٰ سے ثابت ہوا۔

﴿ — علماء کا حدیث کو قبول کرنا — ﴾

علامہ محمد شمس حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ امام بخاری اور مسلم کی روایت کردہ حدیث، خبر واحد ہونے کے باوجود یقین کا قائلہ دیتی ہے، کیونکہ اس میں صحت کے کئی قرآن پائے گئے ہیں مان میں سے ایک قرینہ یہ ہے کہ علماء امت نے ان کی کتابوں کو قبول کیا ہے۔ اس گفتگو کے بعد علامہ ابن حجر کی فرماتے ہیں "وہذا التلفی وحد اقوی فی المادۃ العلم من مجرد کثیرۃ الطرق الفاصیۃ عن التواتر" یقین کیلئے تواتر سے کم درجہ کثرت طرق کے مقابلے میں علماء امت کا قبول کرنا زیادہ مفید ہے۔ (نزهة النظر فی توضیح نغمة الفکر صفحہ ۲۴)

مطلب یہ ہے کہ کسی حدیث کی سندوں کی کثرت (جبکہ تواتر سے کم ہو) اس قدر مفید یقین نہیں، جس قدر علماء امت کا کسی حدیث کو قبول کر لینا مفید یقین ہے۔

یہ حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے ایک شخص نماز کو جائز ہو اور امام ایک حال میں ہو تو مقتدی اسی حال کو اختیار کرے۔ امام ترمذی نے فرمایا: "یہ حدیث غریب ہے" ہمیں معلوم نہیں کہ کسی نے اس حدیث کو کسی دوسری سند سے روایت کیا ہو، اس کے باوجود امام ترمذی نے فرمایا: "والعمل علی ہذا عندنا اہل العلم" اہل علم کے نزدیک اس پر عمل ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں "اس حدیث کی سند ضعیف۔ حضرت علامہ مولانا قادی فرماتے ہیں "فکان الترمذی بوزید تقویۃ الحلیۃ بعمل اہل العلم" گویا امام ترمذی اہل علم کے عمل کے بزرگ ہیں اس حدیث کی تقویت دینا چاہتے ہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح ۳/۹۸)

جہاں غیر مقلدین اہل حدیث کی شائع شدہ موضوعات کبیر میں ملا علی قاری نے ایک حدیث لکھی "جو مکی گرمی پر تھوڑی دیر بھی صبر کرنے اللہ تعالیٰ اس سے دوزخ کو ستر سال کی مسافت پر دوڑ فرما دیتا ہے۔ ملا علی قاری کہتے ہیں امام نسفی نے تفسیر مدارک میں اسے نقل کیا ہے اور وہ بہت بڑے امام ہیں۔ اس باعث اس حدیث کی کوئی نہ کوئی اصل ضرور ہوگی چاہے وہ ضعیف ہو۔ (موضوعات کبیر حدیث نمبر ۹۲۴ صفحہ ۳۱۴ نعمانی کتب خانہ)

اس حدیث میں بھی ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اہل علم کی علمی مقام و حیثیت کو بجا دیتا کر حدیث کو قبول فرما رہے ہیں۔

جہاں اسی موضوعات کثیر میں ہے کہ "میں اپنی امت پر کسی چیز کا اتنا خوف نہیں کرتا جتنا عورتوں اور شراب کا" اسکو ویلی نے بغیر سند کے حضرت علی سے مرعوعا روایت کیا ہے۔ فتاویٰ نے اس کی سرٹی ہائی ہے اور اس پر کوئی کلام نہیں کیا۔ ابن الریحی کہتے ہیں۔ اس میں اسکے الفاظ یا سند نہیں پاتا لیکن اسکے شواہد بہت سے ہیں۔ (موضوعات کثیر صفحہ 270 نعمانی کتب خانہ)

امام فتاویٰ رحمۃ اللہ علیہ کا بغیر سند کے حدیث کو قبول کرنا یقیناً صرف اس لئے ہی ہے کہ اس حدیث کے شواہد بہت ہیں یعنی مختلف محدثین کرام نے اس کو نقل فرمایا۔ حدیث جابر رضی اللہ عنہ پر ہم نے درجنوں حوالہ جات پیش کر دیئے ہیں، جن میں بڑے بڑے مفسرین و محدثین، بزرگان دین اور خود مخالفین کے اکابرین بھی شامل ہیں اس حدیث کی سند میں تمام راوی اعلیٰ درجہ کے ثقہ راوی ہیں اور یہ حدیث بالکل صحیح حدیث ہے نیز امت مسلمہ کی مقتدر اور رفیع المرتبت محدثین و مورخین نے بلا نقد و نظر اور جرح کے اس حدیث کو روک پانی کتب میں نقل کرنا ہی اس حدیث کی صحت کا بین ثبوت ہے۔ اس حدیث کا مستند صحیح ہونے کی ایک روشن دلیل یہ بھی ہے پھر مذکورہ حضرات علماء کرام! نے بغیر جرح و قدح کے اسے قبول کیا اور نہ صرف قبول کیا بلکہ بطور دلیل پیش بھی کیا تو کوئی وجہ نہیں کہ اس حدیث کو یک لخت رد کر دیا جائے اور اس کو ضعیف یا من گھڑت قرار دیا جائے۔ ہم صرف یہ پوچھتے ہیں اگر کوئی ضدی اس حدیث کو من گھڑت کہنے پر ہی بلند ہے تو کیا اسے بڑے بڑے جید و مستبر علماء من گھڑت حدیث نقل فرماتے رہے ہیں؟ اور خواہ مخواہ نبی پاک ﷺ پر جھوٹ باندھتے رہے ہیں؟ اور پھر یہ جھوٹ بول کر بقول فرمان نبوی ﷺ کے (جو مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولے اس کا لٹکا کا جہنم ہے۔ کما قال) جہنمی قرار پائے کہ نہیں؟ معاذ اللہ عزوجل الہذا حق و صحیح کو تسلیم کرنے میں ہی دنیا و آخرت کی بہتری ہے۔ لیکن ما معلوم آج کہ ملاحضرات! کو کیا ہو گیا ہے کہ ان علماء کرام کو مانستے بھی ہیں ان کے علوم و تحقیق کے قائل بھی ہیں لیکن اس کے باوجود ان کی پیش کردہ روایات کو من گھڑت کہہ کر ان کا انکار بھی کر جاتے ہیں۔ مزید اس حدیث پر بحث کو ملاحظہ کیجئے۔

﴿ حدیث جابر کے راوی ﴾

جیسا کہ حدیث جابر کے حوالہ جات پہلے گزرے۔ یہ حدیث جابر ان الفاظ میں مشہور ہوئی ہے "اول ما خلق اللہ نوری" جیسا کہ علماء امت نے ان الفاظ کے ساتھ بھی اس حدیث کو لکھا، خود مخالفین نے بھی اس حدیث کو انہی الفاظ میں لکھا۔ معلوم ہوا اس حدیث اول ما خلق اللہ نوری کا اخذ بھی مصنف شیخ عبد الرزاق کی روایت حدیث جابر ہی ہے۔ اب اس حدیث کی سند اور راویوں کے بارے میں مطالعہ کیجئے۔

﴿ سند حدیث ﴾

"عبد الرزاق عن معمر عن ابن المنکدر عن جابر قال:.... الخ.

یہ حدیث ثلاثی احادیث میں سے ہے یعنی عبد الرزاق اور نبی کریم ﷺ کے درمیان اس میں صرف تین راوی ہیں۔ معمر محمد بن المنکدر راوی حضرت جابر رضی اللہ عنہ۔ اس حدیث کی سند زبردست صحیح اور عالی سند ہے اس کے تمام راوی ثقاتہ آئمہ اعلام میں سے ہیں۔

امام عبد الرزاق کا مقام: امام عبد الرزاق بن ہمام بن منافع جو اس حدیث کے تخریج ہیں، ان کی کنیت ابو بکر ہے یہ صنعاء (یمن) میں ۱۴۹ھ میں ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ یہ امام مالک رضی اللہ عنہ کے شاگرد اور امام احمد بن حنبل جیسے ائمہ دین کے استاد اور امام بخاری و امام مسلم کے استاد و استاد (دادا و استاد) ہیں۔ امام عبد الرزاق نے شام کی طرف بطور تاجر سفر کیا اور وہاں سے کبار علماء سے اخذ علم کیا جیسے امام ابو زریعہ وغیرہ، اور آخری عمر میں حجاز مقدس کا سفر کیا لیکن زیادہ تر آپ یمن میں رہے اور کم و بیش سات سے نو سال تک عمر بن راشد کی مجلس میں رہے۔ اس وقت آپ کی عمر بیس سال کے لگ بھگ تھی تو بے شمار لوگ آپ سے علم حدیث اخذ کرنے کے لئے حاضر ہوئے۔

تہذیب الجندیب میں ان کے متعلق لکھا ہے "وقال احمد بن صالح المصري قلت لا احمد بن حنبل ما رايت احدا احسن حلیث من عبد الرزاق قال لا تہذیب التہذیب" احمد بن حری کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل سے پوچھا کیا آپ نے حدیث میں کوئی شخص عبد الرزاق سے بہتر دیکھا، انہوں نے فرمایا نہیں! (تہذیب الجندیب صفحہ ۳۱ جلد ۲)

صحیح بخاری شریف میں آپ سے کم و بیش 89 احادیث مروی ہیں، جن میں سے 82 عبد الرزاق من معمر اور 7 دیگر اساتذہ سے ہیں۔ جبکہ صحیح مسلم شریف میں کم و بیش 289 احادیث ان سے مروی ہیں، 277 عبد الرزاق من معمر اور 13 دیگر اساتذہ سے ہیں۔

امام معمر بن راشد: یہ اپنے وقت کے زبردست عالم اور ثقہ محدث ہیں امام بخاری و امام مسلم کے مرکزی راوی ہیں۔

صحیح بخاری شریف میں ان سے کم و بیش سوا دوسو (225) احادیث مروی ہیں۔ اور صحیح مسلم شریف میں ان سے کم و بیش (300) احادیث مروی ہیں جن میں کم و بیش (280) عبد الرزاق عن معمر کی سند سے ہیں۔

امام ذہبی فرماتے ہیں معمر بن راشد الامام الحافظ شیخ الاسلام ابو عمرو بن ابی عمر الازدی یہ ۹۵ھ یا ۹۶ھ ہجری کو پیدا ہوئے۔ امام حسن بصری کے جتازہ میں شریک ہوئے۔ یہ تحری اور صدق ورع اور جلال و حسن تصنیف کے ساتھ علم کے بہت ترقی ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء ۵: ۵۰۷-۹)

محمد بن منکر: ان کے متعلق امام ذہبی فرماتے ہیں محمد بن المنکدر ابن عبد اللہ بن حدیر۔ الامام الحافظ القدوة، شیخ الاسلام ابو عبد اللہ القرشی المدنی یہ ۵۳ھ کے بعد پیدا ہوئے اور یہ حضرات عائشہ، حضرت ابو ہریرہ، ابن عمر، جابر، مابن عباس، مابن الزبیر، ربیعہ بن عباد، انس بن مالک، ابو الالمہ بن کھیل، سعید بن مسیب، عمرو بن زید اور اپنے باپ وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ اور ان میں سے امام ابو حنیفہ، امام زہری، حیشام بن عروہ، موسیٰ بن عقبہ، ابن جریج، یحییٰ بن سعید، معمر، امام مالک، امام جعفر الصادق، امام شعبہ، سفیان ثوری بن عیینہ، امام اوزاعی وغیرہم اور دیگر بے شمار محدثین کرام نے روایت کی ہے۔ (سیر اعلام النبلاء ۵: ۳۵۳-۳۶۱)

صحیح بخاری شریف میں ان سے کم و بیش 30 سے زیادہ احادیث مروی ہیں۔ جن میں سے کم و بیش 29 محمد بن المنکدر عن جابر کی سند سے ہیں۔ اور صحیح مسلم شریف میں ان سے کم و بیش 122 احادیث مروی ہیں جن میں سے 14 کے قریب حضرت جابر سے مروی ہیں۔

حضرت جابر بن عبد اللہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بہت مشہور صحابی رسول ہیں۔ جنہوں نے کثرت کے ساتھ احادیث روایت کی ہیں۔ الحمد للہ عز وجل ابنت ہوا کہ زبردست صحیح اور عانی سند ہے۔ اس لئے دیگر محدثین کرام نے اس حدیث کو اپنی کتب میں بغیر تردد و تردد کے قبول کیا۔ اور بہت سارے علماء دین نے بھی واضح الفاظ میں اس کو صحیح لکھا۔ اس لئے کہ اس کی سند پر کسی قسم کا اعتراض ہی نہ تھا۔

﴿یہ حدیث صحیح ہے﴾

اب مزید مصنف عبد الرزاق کی اس حدیث صحیح کے بارے میں علماء دین کے ارشادات ملاحظہ کیجئے۔ چنانچہ کثیر محدثین و مفسرین کرام نے اس کو صحیح کہا۔

(۱) شیخ عبد الحق محدث دہلوی فرماتے ہیں ”در حدیث صحیح و اود شدہ کہ اول ما خلق اللہ نور“ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جو چیز پیدا کی وہ میرا نور ہے۔ (مدارج النبوت ۲/۲)

(۲) اسی حدیث کا شیخ الامام الاوحد الامجد محمد مہدی بن احمد بن علی بن یوسف القاسمی رضی اللہ عنہ نے نقل کیا اور آخر میں اتنا جملہ اور زیادہ نقل کیا ہے ”ومن نوری خلق کل شیء“ اور میرے نور سے ہر چیز پیدا کی۔ (مدارج النبوت صفحہ ۱۲۹، موضوعات قاری صفحہ ۹۹، بحوالہ مقام رسول ﷺ)۔

(۳) امام عبد القیام طوسی رضی اللہ عنہ ”حدیث نہ شرح طریقہ محمدیہ میں اس حدیث کی تصحیح فرماتے ہوئے ارقا فرماتے ہیں کہ ”قد خلق کل شئی من نوره ﷺ“ کما ورد بہ الحدیث الصحیح۔ تحقیق ہے ایک چیز حضور ﷺ کے نور سے بنائی گئی جیسا کہ صحیح حدیث اس بارے میں وارد ہوئی ہے۔

(۴) اس حدیث کو امام بیہقی نے بھی تقریباً اسی طرح روایت فرمایا ہے (دلائل النبوة)۔

(۵) امام مکرمہ کے مامور محقق فاضل سید محمد طوسی ”حاشیہ المور والروای صفحہ ۴۰“ پر لکھتے ہیں حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی سند صحیح ہے اس پر کوئی غبار نہیں ہے، چونکہ متن غریب ہے اس لئے اس میں علماء کا اختلاف ہے، اس حدیث کو امام بیہقی نے کسی قدر مختلف الفاظ سے روایت کیا ہے۔ (بحوالہ عقائد و نظریات ۲۷۲)

کثیر العدد و جلیل القدر آئمہ کا اس حدیث کو قبول کرنا اس کی تصحیح فرمانا اس پر اعتماد کر کے اس سے مسائل کا استنباط کرنا اس کے صحیح ہونے کی روشن دلیل ہے۔

﴿حدیث جابر پر اعتراض کے جوابات﴾

اعتراض: بعض لوگ ”نور نیک من نوره“ وغیرہ کو پیش کر کے یہ کہتے ہیں کہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی پاک ﷺ اللہ عز وجل کے ذاتی نور سے پیدا ہوئے، ذات الہی کا جز ہوئے، ذات الہی کا مادہ ہوئے۔ اور اللہ عز وجل کا جز تسلیم کرنا کفر ہے۔

جواب: یہ اعتراض مخالف کی کم علمی و جہالت پر مبنی ہے۔ ”نور نیک من نوره“ کو دیکھ کر یہ سمجھا کہ لفظ ”من“ بمعنی ہے لہذا مذکورہ معنی تراش لیا۔ لیکن یہ خیال نہ کیا کہ لفظ ”من“ کئی دوسرے معنوں کیلئے بھی آتا ہے۔ درس ظاہری کی ابتدائی کتاب ”مقامہ عامل“ میں وہ معانی دیکھے جاسکتے ہیں۔ اس جگہ من ابتدا سے اقصاء ہے جس کا مفاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے کسی چیز کے واسطے کے بغیر آپ کے نور کو پیدا کیا۔ اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

ارشادِ ربانی ہے ”وکلّمہ القہا الی مریم وروح منہ“ (النساء ۱۷۱) علامہ سید محمود آلوی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ کلمہ من مجازاً ابتداء عایت کیلئے

ہے، جمعہ نہیں ہے، جیسے کہ عیسائیوں نے گمان کیا، کہتے ہیں کہ ہارون الرشید کے دربار کا ایک ماہر طبیب عیسائی تھا، اس نے ایک دن علامہ علی بن حسین واقدی مروزی سے مناظرہ کیا اور کہا کہ تمہاری کتاب (قرآن پاک) میں ایک آیت ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، اللہ عزوجل کی جڑ ہیں اور یہی آیت عیسیٰ کی (روح منہ) تو عالم واقدی نے یہ آیت عیسیٰ کی "وَمِنْ خَلْقِكُمْ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِنْهُ" اور تمہارے لئے وہ سب چیزیں منظر کشیں جو آسمان اور زمین میں ہیں سب اس کی طرف سے ہیں (القرآن) کہنے لگے تمہاری بات مان لی جائے تو لازم آئے گا کہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی جڑ ہوں، عیسائی لا جواب ہو گیا اور اسلام لے آیا۔ ہارون الرشید نہایت خوش ہوا اور واقدی کو گرامی قدر انعام سے نوازا (روح المعانی ۲۳۶) عیسائی طبیب کی سمجھ میں بات آگئی اور وہ اسلام لے آیا، اب دیکھئے منکرین اور متحرطن کی عقل میں یہ بات آتی ہے اور وہ تسلیم کرتے ہیں یا کہ اپنے انکار پر ہی ڈٹے رہتے ہیں۔

علامہ زرقاتی فرماتے ہیں اے امن نور ہو ذاتہ لا بمعنی انہا مادة خلق نورہ معہا بل بمعنی تعلق الارادۃ بلا واسطہ فی وجودہ "یعنی! اس نور سے پیدا کیا جو ذات باری تعالیٰ کا عین ہے (اس کا) یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات مادہ ہے، جس سے نبی اکرام کا نور پیدا کیا گیا، بلکہ آپ کے نور کے ساتھ کسی چیز کے واسطے کے بغیر اللہ تعالیٰ کے ارادے کا تعلق ہوا۔ (شرح مواہب لدنیہ ۵۵/۱) بہرہ خوہ شرف علی تھاوی دیوبندی بھی خود فیسک کے بارے میں لکھتے ہیں کہ "ان معنی کہ نور الہی اس کا مادہ تھا بلکہ اپنے نور کے فیض سے پیدا کیا" (نثر الطیب صفحہ ۱۱)

امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی فرماتے ہیں کہ "ہل عین ذات الہی سے پیدا ہونے کے یہ معنی نہیں کہ معاذ اللہ ذات الہی ذات رسالت کیلئے مادہ ہے جیسے مٹی سے انسان پیدا ہوا، یا عیاذ اللہ ذات الہی کا کوئی حصہ یا نچل، ذات نبی ہو گیا۔ اللہ عزوجل حصے اور ٹکڑے اور کسی کے ساتھ متحد ہو جانے یا کسی شے میں ملول فرمانے سے پاک و منزہ ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود کسی شے سے ذات الہی خواہ کسی مخلوق کو عین و نفس ذات الہی ماننا کفر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۳۰)۔ اور اور مقام پر فرماتے ہیں کہ "حاشا للہ! یہ کسی مسلمان کا عقیدہ کیا گمان بھی نہیں ہو سکتا کہ نور رسالت یا کوئی چیز معاذ اللہ ذات الہی کا جز یا اس کا عین و نفس ہے، ایسا اعتقاد ضرور کفر و ارتداد ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۳۰، مجموعہ رسائل "نور وسایہ" صفحہ ۳۶)

لہذا یہ کسی کا بھی عقیدہ نہیں نور محمدی اللہ عزوجل کی ذات کا حصہ یا جز ہیں۔ معاذ اللہ عزوجل۔ اہل سنت کے کسی بھی معتبر شخصیت نے یہ نہ لکھا کہ نور محمدی اللہ عزوجل کی ذات کا حصہ یا جز ہے۔ مخالفین خواہ پتہ اہل سنت پر بھٹوتے ہندوستان اور سخت بدگمانی کا شکار ہیں۔ اور خواہ پتہ زبردستی ایسے نظریات ہمارے سر قلم چلتے ہیں چنگے ہم ہرگز قائل نہیں۔

اعتراض: قرآن میں ہے "وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ" اور ہم نے ہر زندہ چیز کو پانی سے پیدا کیا، لہذا حدیث نور اس آیت کے خلاف ہے۔

جواب: اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ آیت مبارکہ میں مطلق موجودات کا ذکر نہیں کیا گیا بلکہ اجسام اور خصوصاً حیوانات کا ذکر ہے، علامہ سید محمود آلوسی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں "یعنی ہم نے پانی سے ہر حیوان کو پیدا کیا یعنی ہر اس چیز کو جو حیات حقیقیہ سے متصف ہے، یہ تفسیر کلبی اور مفسرین کی ایک جماعت سے منقول ہے، اس کی تائید اس آیت کریمہ سے ہوتی ہے: واللہ خلق کل دابة من ماء" اللہ تعالیٰ نے ہر چوپائے کو پانی سے پیدا کیا (روح المعانی ۱/۳۴) تو جب یہ ثابت ہو گیا کہ اس آیت میں حیوانات کے پیدا کرنے کا ذکر ہے اور حدیث نور میں کسی حیوان اور جسم کا ذکر نہیں ہے بلکہ ایک بحر ہے جو تمام اجسام بلکہ تمام انواع سے پہلے پیدا کیا گیا اور وہ تھا نور مصطفیٰ۔ لہذا یہ اعتراض بن ہی نہیں سکتا۔

اعتراض: حدیث جامعہ کی سند ہی نہیں ہے لہذا ہم اس کو نہیں مانتے۔ وغیرہ ۴۷۔

الجواب: جناب دینی (عرب امارات) کے علمی تحقیقی اشاعتی ادارہ عربیہ کی شائع کردہ مصنف عبدالرزاق میں اس حدیث شریف کی مکمل سند موجود ہے۔ جس کا حوالہ ہم بعد سند بیان کر چکے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جو پرانی شائع کردہ مصنف عبدالرزاق تھی ہم پوچھتے ہیں کہ کیا آج بھی وہ منکمل ویسے ہی مکمل ہے جیسے امام عبدالرزاق کے دور میں تھی؟ جب مکمل نہیں اور یقیناً نہیں جیسے کہ مصنف عبدالرزاق کہ ابتدائے میں تصریح کر دی گئی ہے کہ مصنف عبدالرزاق کا مکمل نسخہ کہیں بھی نہیں مل سکا جس قدر مل سکے ہیں ان میں سے جو زیادہ کامل نظر آیا اسی کی طباعت کو غنیمت جانا اور جو زیادہ ناقص تھے ان کو نہیں چھاپا اور لطف کی بات یہ ہے کہ کتاب الطہارت کے عنوان قائم کر کے پورا ورق خالی چھوڑ دیا گیا ہے اور نیچے لکھ دیا گیا ہے ہمیں اسکی روایات نہیں مل سکیں جس کو مل جائیں یہاں درج کرے۔

» وہابیہ اور اہل یہود کے حیلے «

قرآن پاک میں بھی ہے کہ "الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجْلِسُونَ فِي الْمَكَّةِ وَالْأَنْبِيَاءُ"۔ (ترجمہ) وہ جو غلامی کریں گے اس رسول کے پیچھے غیب کی خبریں دینے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس تو ریت اور انجیل میں۔ (پ ۱۹ اعراف ۱۵۷)

اسی طرح صحیح بخاری شریف میں حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی وہ اوصاف بتائیں جو توریت میں ہیں۔ فرمایا میں خدا کی قسم توریت میں بھی ان کے اوصاف ہیں جیسا قرآن مجید میں بعض ہیں یعنی اے غیب کی خبریں بتانے والے بے شک ہم نے تمہیں بھیجا ہے نگہبان، خوشخبری دینا، ڈرنا تا، اور ان پر حلوں کی پناہ تم میرے بندے اور میرے رسول ہو میں نے تمہارا نام متوکل رکھا ہے۔ متوکل وہ ہوتا ہے جو بد خو، سخت گیر اور بے زار میں چلانے والا نہ ہو، اور نہ ایسا کہ بُرائی کا بدلہ بُرائی سے دے بلکہ درگزر کرے اور معاف کر دے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کو وفات نہیں دے گا جب تک اس کے ذریعے میری امت کو سیدھی نہ کر دے اور وہ کہتا نہیں کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ اور اس کے ذریعے اندھی آنکھوں، بہرے کانوں اور پردے پرے ہوئے دلوں کو کھول دے گا۔ (بخاری، مشکوٰۃ ۱۲۲/۳)

اسی طرح اکابرین علماء مات محمد شین و خسرین اکرم رحمۃ علیہم اجمعین نے اپنی اپنی کتب احادیث، تفاسیر اور کتب سیرت و تاریخ میں انجیل و تورات کے حوالہ جات سے نئی آخر ائز ماں محمد رسول اللہ ﷺ کی آمد کی درجنوں ہتھکنڈیں نقل فرمائیں ہیں۔

لیکن آج کوئی عیسائی و یہودی چیلنج کر بیٹھے کہ دیکھو ہمارے پاس جو انجیل و تورات ہے اس میں تمہارے نبی (پاک ﷺ) کا کوئی ذکر نہیں۔ لہذا قرآن کا یہ فرمان و دعویٰ غلط ثابت ہوا (معاذ اللہ عزوجل) صحیح بخاری شریف کی یہ روایت (یا دیگر سب ایسی روایات) من گھڑت ہے کیونکہ ہمارے پاس جو تورات ہے اس میں ایسا ذکر (نعت مصطفیٰ ﷺ) موجود نہیں تو جواب سید হাসنا ہے کہ قرآن پاک نے چودہ سو سال (1400) قبل یہ ارشاد فرمایا تھا لہذا تمہارے ذمہ یہ فرض ہے کہ چودہ سو سال قبل کی تورات و انجیل کے ان قدیم نسخوں کو پیش کرو۔ اور ان سے دکھاؤ کہ ان میں نبی پاک ﷺ کا ذکر موجود نہیں ہے کیونکہ آج کے نسخوں میں سخت تحریف و رد بدل پایا جاتا ہے۔

تو یہ عاجز وہابیوں کو بھی یہی جواب دیتا ہے کہ مصنف عبدالرزاق کا اصلی قدیم نسخہ سے یہ پیش کریں کہ حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی سند درج نہیں ہے۔ کیونکہ آج کا جو نسخہ مصنف عبدالرزاق کا ہے وہ مکمل نہیں ہے۔

جہاں حضرت علامہ احمد قسطلانی نے مواہب لدینہ میں مصنف عبدالرزاق کے حوالے سے اسی روایت کو نقل کیا ہے اور وہ آج سے تقریباً چھ سو سال (600) پہلے گزرے ہیں اور ان کی نقل پر کسی کو اعتراض پیدا نہیں ہوا ایسی صورت میں 600 سال بعد اگر مصنف عبدالرزاق کے نسخے مکمل دستیاب نہیں ہو سکتے تو اتنی صدیاں (پہلے) قبل ان کا مکمل طور پر دستیاب ہونے کا امکان قوی موجود ہے اور نقل کی شخصیت بھی انتہائی قابل اعتماد و وثوقی ہے تو پھر اس انکار اور دیدہ دلیری کا کیا جواز انکار حدیث کا کیا معنی اور اکابر علماء کی ذات کو ہدف تنقید بنانے کا کیا مطلب ہے۔

جہاں پھر یہ حدیث نہ صرف مصنف عبدالرزاق کے حوالہ سے علامہ احمد قسطلانی نے مواہب لدینہ میں لکھی۔ بلکہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، علامہ یوسف بن اسماعیل نجفانی، علامہ قہامہ علی بن برہان الدین طبری، ملا محمد کاظمی، ملا علی قاری وغیرہ درجنوں محدثین و اکابرین نے بھی لکھی تو کیا ان سب میں سے آج تک کسی نے بھی یہ اعتراض کیا کی راقم کی "سند" تمہیں کیا ان محدثین و اکابرین کا بغیر کسی اعتراض کے اس حدیث کو نقل کرنا ہی اس بات کی دلیل نہیں کہ یہ حدیث قابل اعتماد ہے؟ اور پھر کیا نقل پر صحت نقل کی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی؟ اور جن علماء و اعلام نے اس حدیث کو نقل کر دیا ہے انہوں نے کسی قابل وثوق طریقہ سے معلوم کئے بغیر اس حدیث کو درج کر دیا؟ لا حول ولا قوۃ۔

جہاں یہ حدیث وہابیوں و یونیدیوں کے مجدد و حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے بھی اپنی کتاب "فتاویٰ رضویہ" میں لکھی۔ تو اس مجدد صاحب نے یہ روایت اصل کتاب میں دیکھے بغیر یا مستند نقل کی نقل دیکھے بغیر کس طرح نقل کر دی؟ اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہابیوں کے مجدد صاحب صرف نام ہی کے مجدد ہیں باقی ان کو کچھ تحقیق و علم تک نہیں۔ ان کو یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ حدیث بھی ہے یا نہیں؟ تو کیا وہابیہ ایسے ہی لوگوں کو چھ دو دین مانتے ہیں؟ اور پھر مجدد دین میں شامل ہو جانے والی غلط باتوں کو الگ کرتا ہے اور خالص دین امت مصطفیٰ ﷺ کے سامنے پیش کرتا ہے لیکن اسکے برعکس وہ یونیدی مجدد و غلط عقائد دین میں داخل کرتے دکھائی دیتے ہیں اور بے سراپا روایات کو احادیث رسول کہتے دکھائی دیتے ہیں تو اس الجھن کو اب وہ یونیدی ہی حل کریں۔

جہاں پھر نہ صرف وہابیوں کے مجدد نے یہ حدیث لکھی بلکہ دیگر یونیدیوں اور غیر مقلدین کے جدید علماء و اکابرین نے اس کو نقل کیا تو کیا ان سب کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ حدیث

عبدالرزاق کے نسخے میں بھی وہابیہ نے اپنی جاو و گری کا بھرپور مظاہرہ دکھایا ہے۔ ورنہ یہ کیسے ممکن ہے کہ صدیوں سے جس حدیث کو یزید سے علماء محمد ثین و مفسرین کرام علیہم الرضوان قتل کرتے چلے آ رہے ہیں اس کا سرے کوئی وجود ہی نہ ہو۔

﴿نور محمدی قلم یا پانی اول کون؟﴾

اعتراض: ایک حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا۔ لہذا قلم سب سے پہلے ہوئی نہ کے نور۔

الجواب: سب سے پہلے تو وہابیہ کے صاحبان اس ضابطہ سے بحث کرتے ہیں کہ یہ قاعدہ کس حد تک درست ہے حقیقت حال یہ ہے کہ قطعی اور ظنی میں تعارض ہو تو ظنی کھلیہ رو نہیں کر دیا جاتا بلکہ تطبیق کی کوشش کی جائے گی اگر تطبیق ہو سکے تو بہتر ورنہ ظنی کو ترک کر دیں گے مثلاً **فاقر و اما قیسر** منہ ارشاد بانی ہے جس نے نماز میں نفس قرات کا فرض اور ضروری ہونا ثابت ہو رہا ہے خواہ کوئی بھی سورۃ ہو لیکن حدیث شریف سے ثابت ہے **”لا صلوة الا بفتح الکتاب“** کہ سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز مکمل نہیں ہوتی لیکن آیت کے مقابل ہونے کے باوجود ائمہ کرام نے حدیث کو رو نہیں کیا بلکہ تطبیق اس طرح دی ہے کہ نفس قرات فرض ہے۔ قرآن مجید کی رو سے اور سورۃ فاتحہ واجب ہے اس خبر و احادی کی رو سے لہذا اعلیٰ الاطلاق یہ قاعدہ مستعمل نہیں بلکہ پہلی شرط تطبیق کی کوشش ہے۔

علاوہ ازیں اول ماخلق القلم میں اولیت حقیقی مراد ہو سکتی ہی نہیں۔ کیونکہ مسلم شریف میں یہ روایت اس طرح منقول ہے: **قال رسول اللہ ﷺ کب اللہ مقادیر الخلق قبل ان یخلق السموات والارض بخمسين الف سنة قال وكان عرشه على الماء۔** ترجمہ سرور عالم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے مخلوقات کی مقادیر لکھوا دی تھیں جب کے اس کا عرش پانی پر تھا۔ (رواہ مسلم مشکوٰۃ باب الایمان بالقدر جلد اول) جس سے صاف ظاہر ہے کہ عرش پہلے موجود تھا علاوہ ازیں قلم کو پیدا کر کے یہ حکم دیا گیا۔

اکب فقالہ: ما اکب؟ قال اکب القدر کب ما کان وما هو کان الی الابد۔ (اے قلم) لکھ! تو قلم نے عرض کیا اے اللہ! میں کیا کیا لکھوں؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: لکھ۔ چنانچہ قلم نے جو کچھ (پہلے) ہوا اور جو کچھ آئندہ آبد تک ہونے والا تھا وہ سب کچھ لکھ دیا۔ (مسند احمد ۵: ۲۱۷، سنن ابی داؤد رقم: ۴۷۰۰ مشکوٰۃ المصابیح رقم: ۹۳) وقال الترمذی حسن صحیح غریب

معلوم ہوا کہ قلم سے پہلے مخلوقات تھیں جس کو کب ما کان سے تعبیر کیا گیا جب یہاں اولیت ہی اضافی ہے تو اس حدیث کی آڑ میں نور القدس کی اولیت سے انکار کرنے کا کیا معنی؟ یہاں غور کیجئے اگر تخلیق قلم سے پہلے اگر کوئی اور چیز موجود نہیں تھی تو باری تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ **”اکب ما کنا“** لکھ دے جو کچھ ہو چکا یا ہوا“ بے معنی ہوتا **”ما کان“** اس امر کا متقاضی ہے کہ قلم کی پیدائش سے پہلے کوئی اور پیدا کی جا چکی تھی جس کے بارے میں قلم کو حکم ہوا کہ **”اکب ما کان“** لکھ جو کچھ ہو چکا اس سے مراد اول ماخلق اللہ نوری کے پیش نظر حضور ﷺ ہی کی ذات باریہ کات مقصود تھی۔ بصورت دیگر **”ما کان“** سے ذات باری تعالیٰ اگر مراد لی جائے تو خدا تعالیٰ کا حادث اور محد وہ ہونا لازم آتا ہے لہذا ما کان سے صرف نور محمدی ﷺ ہی مطلوب مقصود تھا۔

علامہ علی القاری مرقات شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۶۶ پر فرماتے ہیں: **”فی الاوہا اول ماخلق اللہ القلم یعنی بعد العرش والماء والذبیح لقولہ علیہ السلام کب اللہ مقادیر الخلق قبل ان یخلق السموات والارضین بخمسين الف سنة وكان عرشه على الماء (رواہ مسلم) وعن ابن عباس عن قولہ تعالیٰ وكان عرشه على الماء علی ای فی کان الماء قال علی متن متن الريح (رواہ البیہقی مذكوره الا یہوی) انہا میں ہے کہ قلم کے اول الخلق کات ہونے کا مطلب یہ ہے کہ عرش پانی، ہوا کے بعد یہ پہلی مخلوق ہے کیونکہ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے مقادیر مخلوق کو لکھ دیا تھا اور اس کا عرش پانی پر تھا۔ (اس کو مسلم نے روایت کیا ہے) اور حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا عرش پانی پر تھا تو یہ فرمایا: پانی کس پر تھا تو انہوں نے فرمایا: ہوا کی پشت پر (اس کو بخاری نے روایت کیا اور ابویہری نے ذکر کیا) **الا لاولیۃ اضافیۃ** لہذا اول ماخلق اللہ القلم من اولیت حقیقی نہیں بلکہ اضافی ہے۔ (تو اس صورت میں حدیث نور میں اولیت ہونے سے یہ حدیث کیونکر مانع ہو سکتی ہے اور یہی تحقیق علماء اعلام اور مقتدیان امام نے ذکر کی ہے)۔**

علامہ علی قاری نے فرمایا: **”الا لاولیۃ اضافیۃ والاول الحقیقی فیہ النور المحمدی علی ما ینبئ فی المورد للمولود“** نور محمدی اول حقیقی ہے جس طرح کہ میں نے رسالہ میلاؤں **”المورد للمولود“** میں اس کی تحقیق بیان کی ہے اور قلم میں اولیت اضافی ہے یہی علامہ علی القاری مرقات جلد اول صفحہ ۱۲۶ پر علامہ ابن حجر عسقلانی کی کے حوالے سے فرماتے ہیں **”قال ابن حجر انخلت الروایات فی اول المخلوقات وحاصلها کما ینبئ فی شرح شمائل الترمذی ان اولها النور الذی خلق منہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ثم الماء العرش ثم القلم“**، یعنی ابن حجر نے فرمایا: اول الخلق کات کوئی شے ہے اس میں روایت مختلف ہیں مگر ان میں تخلیق کی صورت وہ ہے جو میں نے شمائل الترمذی کی شرح میں ذکر کی ہے کہ سب سے اول وہ حضور ﷺ کا نور ہے اسکے بعد پانی اور بعد ازاں عرش پھر قلم

علامہ قسطلانی نے اس مسئلہ یعنی قلم کا اول مخلوق ہونے کی بحث کرتے ہوئے فرمایا: ترجمہ اس سوال کے جواب میں کہ آیا قلم نور محمدی ﷺ کے بعد اول المخلوقات ہے علماء کا اختلاف ہے۔ حافظ ابویعلیٰ ہمدانی فرماتے ہیں کہ اصل یہ ہے کہ عرش قلم سے پہلے پیدا کیا گیا ہے (اور علامہ زرقاتی نے اس کو جمہور کا مذہب مختار قرار دیا ہے) کیونکہ حدیث صحیح سے ثابت یہی ہوتا ہے (اور وہ حدیث ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں) اور احمد و ترمذی نے حضرت ابو زرین رضی اللہ عنہ سے مرفوع نقل کی ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ پانی عرش سے پہلے پیدا کیا گیا ہے اور سدی نے متحدہ و سانیہ سے ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پانی سے پہلے کوئی شے پیدا نہیں فرمائی تو ان مختلف روایات میں تطبیق اور موافقت اس طرح پیدا کی جائے گی کہ قلم کا اول المخلوق ہونا نور محمدی ﷺ پانی اور عرش کے مساویہ کے اعتبار سے ہے اور یہ تو جہہ بھی کی گئی ہے کہ ہر شے کی اولیت اپنی اپنی جنس کے لحاظ سے ہے یعنی انوار میں سے سب سے پہلے نور محمدی ﷺ پیدا کیا گیا اور اقلام میں سے اس قلم کو اور جن اشیاء پر عرش کا لفظ بولا جاتا ہے ان میں سے اس عرش اعظم کو سب سے پہلے پیدا کیا گیا۔

(۲) اول ما خلق اللہ توری والی حدیث کو شیخ الامام لا و حداد امجد محمد مہدی بن احمد بن علی یوسف النجاشی رضی اللہ عنہ نے نقل کیا ہے اور اتنا جملہ اور زیادہ نقل کیا ہے ”ومن نوری خلق کل شئی“ اور میرے نور سے ہر چیز کو پیدا کیا گیا“ (مطالع المسرات صفحہ ۲۹ موضوعات قاری صفحہ ۹۹، اسناد) دیکھئے اس ہی حدیث میں ”کل شئی“ کے الفاظ موجود ہیں تو قلم، پانی وغیرہ بھی تو کل شئی میں شامل ہیں۔ جب شامل ہیں تو قلم و پانی بھی آپ کے نور سے بنے اور بعد میں بنے اول آپ ﷺ کا نور ہی تھا۔

﴿تھانوی صاحب کا ارشاد﴾

تھانوی صاحب حدیث نور کو لکھنے کے بعد فرماتے ہیں ”اس حدیث سے نور محمدی ﷺ کا اول المخلوق ہونا باوہلیت حقیقہ ثابت ہوا کیونکہ جن جن اشیاء کی نسبت روایات میں اولیت کا حکم آیا ہے ان اشیاء کا نور محمدی ﷺ سے متاخر ہونا اس حدیث میں منصوص ہے۔ (نشر الطیب ۱/۱) اس سے معلوم ہوا کہ جن جن اشیاء (عقل، پانی، دھواں، قلم وغیرہ) کو سب نور محمدی کے بعد ہیں اور اولیت ان سب میں نور محمدی ہی کو ہے۔

﴿شیخ عبد الحق محدث دہلوی کا فیصلہ﴾

شیخ عبد الحق محدث دہلوی نور اور عقل والی حدیث کی اولیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ”یعنی جان لو کہ پہلی مخلوق کائنات کے ظہور اور قیام عالم اور حضرت آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے کا سبب نور محمدی ﷺ ہے چنانچہ صحیح حدیث میں مذکور ہے کہ اول ما خلق اللہ توری سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا اور جس حدیث میں اول ما خلق اللہ العقل کا ذکر ہے اس حدیث کو محدثین و محققین کے ہاں وجہ قبولیت حاصل نہیں یعنی اس کی سند میں کلام ہے (مدارج النبوت ۲/۲) **توجہ:** یہاں پھر وہی حقیقت سامنے آجاتی ہے کہ اول ما خلق اللہ توری کی حدیث صحیح ہے اور اس کی سند پر کوئی کلام نہیں ورنہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی اول ما خلق اللہ العقل والی حدیث کی سند کے بارے میں ارشاد فرمادیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ حدیث توری کی سند پر اعتراض ہو اور وہ کچھ کلام نہ کریں۔ یہی سند والی حدیث کو اس حدیث پر فوقیت دیں جس کی سند پر کلام ہے لہذا نور والی حدیث کو عقل والی حدیث پر فوقیت دینا ہی واضح ثبوت ہے کہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی دونوں احادیث کے بارے میں مکمل علم اور جانچ پڑتال رکھتے تھے اور حدیث توری پر ایسا کوئی اعتراض نہیں تھا جو آج دہلیہ پیش کر رہے ہیں۔

﴿مثل نورہ کمشکوۃ کی تفسیر﴾

قرآن پاک میں ہے ”اللہ نور السموات والارض۔ مثل نورہ کمشکوۃ فیہا مصباح المصباح فی زجاجۃ۔ الزجاجۃ کانہا کوکب دری“ اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک خالق کہ اس میں چراغ ہے۔ وہ چراغ ایک فانوس میں ہے وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے موقی سا چمکتا۔ (پ ۱۸ ع ۱۱) اس آیت میں ”مثل نورہ“ کی تفسیر کرتے ہوئے مفسرین و محدثین کرام نے ”و“ ضمیر کا مرجع شہنشاہ کون و مکان سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات کو قرار دیا۔

(۱) تفسیر خازن میں امام علاؤ الدین علی بن محمد خازن فرماتے ہیں ”مثل نورہ وقلیل ہو محمد ﷺ“ مثل نورہ کی تفسیر میں مفسرین کرام نے فرمایا کہ وہ محمد ﷺ کے نور کی مثال ہے۔ (تفسیر خازن جلد ۵ صفحہ ۶۳)

(۲) تفسیر ابن جریر میں امام جریر طبری فرماتے ہیں کہ ”قال جاء ابن عباس ابی کعب الاحبار قال لہ سئل عن قول اللہ عز وجل اللہ نور السموات والارض مثل نورہ مثل محمد ﷺ“ فرمایا کہ ابن عباس کعب الاحبار رضی اللہ عنہما کے پاس گئے اور کہا کہ آپ مجھے اللہ تعالیٰ بزرگ و بڑے کے اس

قول کہ اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے اور اس کے نور کی مثال ہے“ (کی تفسیر بتائیں) تو کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ مثل نورہ میں محمد ﷺ کے نور کی مثال ہے۔ (تفسیر ابن جریر جلد ۱۸ صفحہ ۹۵)۔

تفسیر ابن جریر میں ایک اور روایت بھی ہے کہ ”عن سعید بن جبیر فی قوله مثل نورہ قال محمد ﷺ“ سعید بن جبیر سے اس آیت کے متعلق پوچھا گیا کہ مثل نورہ کا مطلب کیا ہے تو آپ نے فرمایا حضرت محمد ﷺ ہیں۔ (تفسیر ابن جریر جلد ۱۸ ص ۹۵)۔

(۲۴۳) موابہیلدنیہ اور زرقانی شریف میں علامہ احمد قسطلانی شارح بخاری اور محمد عبد الباقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”مثل نورہ کمشکوۃ المراد هنا محمد ﷺ“ اللہ تعالیٰ کے فرمان مثل نورہ کمشکوۃ میں نور سے مراد ہر کارہو عالم ﷺ ہیں۔ (موابہیلدنیہ۔ زرقانی ج ۳)

جس شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ”موابہیلدنیہ دو باب خود بخود میل است“ موابہیلدنیہ اپنے باب میں لائانی کتاب ہے (برنان الحمد شین ۱۱۹) دیوبندیوں کے مشہور مولوی شبلی نعمانی لکھتے ہیں کہ ”زرقانی علی الموابیہ موابہیلدنیہ کی شرح ہے اور حقیقت یہ ہے کہ کبلی کے بعد کوئی کتاب اس جامعیت اور تحقیق سے نہیں لکھی گئی (سیر النبی ص ۴۱ ج ۱)

(۵) محدث قاضی میاض علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اس آیت ”انہ نور السموات والارض“ مثل نورہ میں کعب احبار اور ابن جریر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ”دوسرے نور سے مراد محمد ﷺ ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان مثل نورہ کے معنی یہ ہیں کہ محمد ﷺ کے نور مبارک کی مثال ہے۔ (شفاء شریف)

(۶) نسیم الریاض من علامہ شہاب الدین انتفاعی علیہ الرحمۃ الباری فرماتے ہیں ”والمعنی مثل نورہ ای نور محمد ﷺ“ اور مثل نورہ کے معنی نور محمد ﷺ ہیں۔ (نسیم الریاض ج ۱ ص ۱۱۰)

(۷) شرح شفاء میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ”فی هذا الاية من قوله مثل نورہ هو محمد ﷺ“ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ”مثل نورہ“ میں اُس کے نور سے محمد ﷺ کے نور کی مثال مراد ہے۔ (شرح شفاء ج ۱ ص ۱۰۹) حاشیہ نسیم الریاض (۸) اس کے بعد ملا علی قاری فرماتے ہیں ”والا ظہر ان یقال المراد بالنور محمد“ سب سے واضح اور ظاہر بات یہی ہے کہ اس آیت میں نور سے مراد محمد رسول ﷺ کی ذات مبارک ہے۔ (شرح شفاء ج ۱ ص ۱۰۹) نسیم الریاض (۸) تفسیر درمنثور میں امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں ”مثل نورہ مثل نور محمد ﷺ“ مثل نورہ میں محمد ﷺ نور مبارک فرمایا گیا ہے۔ (تفسیر درمنثور ج ۵ ص ۲۹)

(۹) تفسیر معالم القزیل میں امام ابو محمد الحسن الفراء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”مثل نورہ وقال سعید بن جبیر والضحاك هو محمد ﷺ“ مثل نورہ کے بارے میں حضرت سعید بن جبیر اور حضرت ضحاك رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ وہ حضرت نبی پاک ﷺ ہیں۔ (معالم القزیل ج ۵ ص ۶۲)۔

(۱۰) تفسیر قرایب القرائن میں امام نظام الدین الحسن بن محمد بن حسین انیسطوری اس آیت کی تفسیر فرماتے ہیں کہ ”والنبی نوراً ومراجاً منیراً“ نبی پاک ﷺ نور ہیں اور سورج ہیں نور دینے والے۔ (جلد ۱۸ صفحہ ۹۲)

(۱۱) حضرت سہیل بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”مثل نور محمد ﷺ اذ کان مستودعاً فی الاصلاب“ نور محمد ﷺ کی مثال کی مثال جب کہ آپ اپنے آباؤ اجداد کی پشتوں میں جلوہ گر تھے۔ (شفاء شریف، نسیم الریاض ج ۱ ص ۱۱۱)

(۱۲) امام احمد شمس الماطی قاری ”جامع الرسائل“ میں فرماتے ہیں کہ ”بیل فی الحقیقة کل نور خلق من نورہ وکذا قبل فی قوله تعالیٰ انہ نور السموات مثل نورہ ای نور محمد ﷺ“ بلکہ فی الحقیقت ہر ایک چیز آپ ﷺ کے نور سے پیدا ہوئی جیسا کہ آیت کریمہ میں فرمایا اللہ نور السموات مثل نورہ میں نور سے مراد محمد ﷺ ہیں۔ (جامع الرسائل جلد ۱ ص ۴۷)

ان حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل کے نور کی مثال محمد ﷺ کی ذات پاک ﷺ ہے اور یہ نور پاک پشتوں سے نکل ہوتا رہا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک اور احادیث پاک میں بھی یہ بات موجود ہے۔ جسکی مزید وضاحت وَتَقْلِبْکَ فِی السُّجُجِ کی تفسیر میں ملاحظہ کیجئے۔

﴿—سراجا منیرا—﴾

اللہ عزوجل نے قرآن پاک کے اندر ارشاد فرمایا کہ ”یا ایہا النبی انا رسلک شاهد ومبشرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنه ومراجاً منیراً“ اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) پیغمبر ہم نے تجھے بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دینا اور ڈرنا اور اللہ کی طرف سے اس کے حکم سے بلانا اور چمکا دینے والا

ہذا علامہ راغب مفہمی قدس سرہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ”یسیر بہ عن کل مضی“ ہر روشنی کرنے والی چیز کو بھی سراج کہا جاتا ہے (مفردات جلد ۱ ص ۱۲۷)

ہذا علامہ محمد بن عبد الباقی رحمۃ اللہ الباری لفظ سراج کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”نبی پاک“ کا اسم شریف سراج اس لئے رکھا گیا ہے کہ ایک چراغ سے جس سے کئی چراغ روشن کیے جاسکتے ہیں اور پہلے چراغ کی روشنی میں کسی طرح کی کینٹھیں ہوتی۔ (زرقانی شریف ۱/۲ ص ۱۷۱)

ہذا علامہ احمد قسطلانی شارح بخاری علیہ الرحمۃ الباری سراج منیر کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”حضور“ روشنی میں سراج کامل ہیں اور سورج کی طرح وہاں (جلانے والا) کی صفت سے متصف نہیں فرمایا بلکہ منیر فرمایا کیونکہ منیر اس کو کہتے ہیں جو اشیا کو روشن کرے مگر جلانے نہیں بخلاف وہاں کے وہ روشنی کے ساتھ ساتھ حرارت بھی دیتا ہے اور جلانا بھی ہے (مواہب اللدیج ۳ ص ۱۷۱)

ہذا اسی طرح غیر مقلدین کے کلام میں قیم نے اپنی کتاب ”زوالعاد“ میں لکھا ہے کہ ”اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام سراج منیر روشن چراغ رکھا اور سورج کو سراج اور وہاں (جلانے والا چراغ)۔ منیرا جلانے بغیر روشنی دیتا ہے اور وہاں کی روشنی میں حرارت اور جلانا بھی شامل ہوتا ہے۔ (زوالعاد ۸۳/۸۴)۔

ہذا اسی طرح لسان العرب میں ہے ”انما یورید مثل السراج الذی یصنعا بہ او مثل الشمس فی النور والظہور“ بلاشبہ اس آیت میں سراج منیر سے حق تعالیٰ نے حضور ﷺ کو چراغ کی مثل فرمایا ہے جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے یا آفتاب کی مانند فرمایا ہے نور میں اور غیور میں۔ (لسان العرب جلد ۳ صفحہ ۱۲۲)

اللہ عزوجل نے سورج کو بھی سراج فرمایا ”جعل الشمس سراجا“ اللہ تعالیٰ نے سورج کو روشنی دینے والا بھی بنایا ”وجعلنا سراجا وهاجا“ اور بنایا ہم نے چراغ سورج چمکتا (پ ۲۰ ع ۱)

ہذا علامہ اسماعیل حمی رحمۃ اللہ علیہ حضور ﷺ کی سراج منیر کی صفت سے متصف ہونے کی حقیقت بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ”تحقیق ایک چراغ سے ہزاروں چراغ روشن کرویں جائیں تو پہلے چراغ کی روشنی میں کوئی کینٹھیں ہوتی جملہ اہلیان ظاہر اور شہواس امر پر متفق ہیں کہ خدا نے قدس نے جملہ انبیاء حضور ﷺ کے نور سے پیدا فرمائے اور حضور ﷺ کے نور میں ہرگز کوئی کی توقع پر نہ نہیں ہوتی۔ (تفسیر روح البیان ۳/۱۳۹)۔

ہذا علامہ دیوبند کے مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب لکھتے ہیں کہ ”اور نہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نبی ﷺ کو شاہد مہر بنڈیرا اور داعی الی اللہ اور سراج منیر بنا کر ہم نے بھیجا اور منیر روشن کرنے والے اور نور دینے والے کو کہتے ہیں۔ (امداد السلوک صفحہ ۸۵)

ہذا علامہ دیوبند کے کھٹک اور لکس کاغذ پلوی یوں لکھتے ہیں ”سراج منیر کشمیں المضحیٰ خیر البواہی و نور قدیم“ نبی کریم ﷺ کی سورج کی مانند روشنی دینے والے چراغ ہیں جملہ مخلوق سے برتر اور نور قدیم ہیں۔ (مقدمے مقالات حریری)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ خود بھی نور ہیں اور دوسروں کو بھی نور دینے والے ہیں۔ جیسا کہ کہیں احادیث سے ثابت ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے حضور ﷺ کو ہدایت بھی ہیں اور آپ کی ذات بھی نور (حسی و معنوی) ہے۔ جس طرح کے سورج کی ذات بھی نور ہے اور صفت بھی۔ خود بھی نور ہے اور دوسروں کو بھی نورانیت عطا کرنا ہے۔

﴿وَقَلَّبْنَا فِي السَّجْدِ﴾ کی تفسیر

یہاں ہم اپنی دلیل پیش کرنے کے ساتھ ساتھ اس بات کا بھی جواب دیتے چلیں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ”اس حدیث جاہل میں نور سے مراد روح محمدی ﷺ ہے لہذا آپ ﷺ کو نہیں“ تو یاد رہے کہ یہاں نور سے مراد روح ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ صحیح حدیث شریف میں ہے کہ ”قال بعثت من خیر قرون بنی ادم قرونا فقرونا حتی کنت من القرن للذی کنت منه“ ترجمہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیشک میں حضرت آدم علیہ السلام کے افضل ترین زمانے میں مہوٹ ہوا ہوں۔ یکے بعد دیگرے زمانے گزرتے رہے حتیٰ کہ میں اس زمانے میں ظاہر ہوا جس میں سے میں پہلے سے تھا۔ (بخاری کتاب الانبیاء شفا شریف صفحہ ۸۰)

ہذا مجدد دہشت و سعودی عرب کے اشاعتی ادارے دار السلام کی طرف سے صحیح بخاری شریف کو مختصر کر کے دو جلدوں میں شائع کیا گیا اس کے اندر بھی یہی حدیث موجود ہے کہ ”میں یکے بعد دیگرے بنی آدم کے بہترین زمانوں میں ہوتا آیا ہوں یہاں تک کہ وہ زمانہ آیا جس میں میں پیدا ہوا ہوں۔ (مختصر صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۷۔ دار السلام)

قرن کا لفظی معنی ”لانا“ ہے اور اصطلاح میں اسے ”جماعت، گروہ اور زمانہ“ کے معانی میں استعمال کرتے ہیں۔ ہماری اس حدیث کی نص قطعی سے بھی ہوتی ہے۔

(۱) **وَتَقْلِبُكَ فِي السَّجْدِينَ** ہم نے آپ کو جگہ کرنے والوں میں منتقل فرمایا۔ (القرآن)۔

(۲) **وَنَبَأْتُ فِيهِمْ مِّنْ لَّدُنَّكَ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَمْ تَجِدْ لَهُمْ لَاحِظًا** (نیک) اگر وہ میں سے ایک رسول بھیج ان میں سے۔ (القرآن)

ہذا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان **وَتَقْلِبُكَ فِي السَّجْدِينَ** کی تفسیر میں کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ایک نئی سے دوسرے نئی کی طرف پھیر دیتا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نئی پیدا فرمایا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کی تفسیر میں روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ہمیشہ انبیاء کرام علیہم السلام کے ملامت میں منتقل ہوتے رہے یہاں تک کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو جنم دیا۔ اسی حدیث کے راوی ابو نعیم ہیں۔ (مواہب لدین جلد ۱ صفحہ ۶۲، تفسیر روح المعانی ۱۰/۱۳۷)

ہذا علامہ محمد بن علی الصبان علیہ الرحمۃ اپنی کتاب **اسعاف الراغبین علی هامشہ نور الابصار** صفحہ ۱۰ پر لکھتے ہیں **”انتقال النور الذی کان فی وجہ عبد اللہ واللہ الی وجہہا“** حضور ﷺ کا نور جو آپ کے والد ماجد حضرت عبد اللہ کے چہرے پر تھا وہ آپ کی والدہ ماجدہ کے چہرے میں منتقل ہو گیا **”الطفین یواریک حین تقوم وتقبلک فی السجدين“** تفسیر مدارک اور تفسیر جمل میں مرقوم ہے کہ حضرت حماد اور حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آپ کے والدین کریمین تک مومنین کے ملامت و ارحام میں ملاحظہ فرمایا ہے اس سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کے تمام آباء و اجداد حضرت آدم تک سب مومنین تھے (تفسیر مدارک و جمل)

ہذا علامہ محمد بن ابی اسیر الدین ناصر الدین الدمشقی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں **”نقل لم احمد نورا عظیما تلا لاء فی وجہہ الساجدين“** احمد یعنی ﷺ کا نور عظیم منتقل ہو کر ساجدین کی پیشانیوں میں چمک اٹھا (المقامات السنیسیہ صفحہ ۱۶، مسالک الحنفیہ صفحہ ۳۵، المدرج المینیفہ ۱۶)

ہذا علامہ ابو الفتح محمد بن عبد الکریم بن ابی بکر احمد اشعرستانی فرماتے ہیں **”نور محمدی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پشت مبارک سے ہوتا ہوا وہ نور حضرت اسماعیل علیہ السلام حتیٰ کہ حضرت عبد المطلب کی پشت تک پہنچا اور اسی نور کا وہ ہیرہ کے ہاتھی محمود نے سجدہ کیا اور ”وہیبو کہ ذالک النور دفع اللہ تعالیٰ شرابوہ“ اور اسی نور کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ابراہیم بن اڑم کی شرک و فاسق بنیادیں مٹا دیں (مسالک الخفاء للسیوطی ۳۰۳، المدرج المینیفہ ص ۱۶۰، کتاب المعجل والنحل الاشهر مستانی ۲۳۸، التعظیم والمہتہ ۵۵)**

ہذا علامہ احمد دینی و طحان علیہ الرحمۃ اپنی تصنیف **افضل الصلوٰت** کے صفحہ ۲۰۵ پر لکھتے ہیں **”حل نور له بظہر ایه آدم ثم فی کرام بنیہ“** ان کا نور حضرت آدم علیہ السلام سے منتقل ہوتا ہوا حضرت عبد اللہ تک پہنچا۔ (صفحہ ۲۰۵)

ہذا امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں **”ان الملائکۃ امروا بالسجود لادم لاجل ان نور محمد فی وجہہ ایه آدم“** فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کے سجدہ کا حکم ملنے دیا گیا تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں حضرت محمد ﷺ کا نور تھا (تفسیر کبیر ۳۰۲/۲، جواہر البحار ۴۵۵)۔

ہذا محدث امن جوزی اور علامہ بکری نے اپنی کتب میں لکھا ہے **”جب آدم علیہ السلام کو اپنی موت کا یقین ہو گیا تو انہوں نے اپنے بیٹے شیث علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اے بیٹے مجھے اللہ نے نیکم دیا ہے کہ میں تم سے اس نور محمدی کے حلق مہدلوں جو چہاڑی پیشانی میں جلوہ گر ہے کہ تم اس کو پاکیزہ ترین عورت کی طرف منتقل کرو (بیان المیلاد النبوی ۶۰، کتاب الفوار و مصباح السرور و الفکار ۷۰۶)**

ہذا مولانا شبیر احمد عثمانی دیوبندی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ **”بعض ملت نے کہا کہ ساجدین سے آپ کے آباء و اجداد ہیں یعنی آپ کے نور کا ایک نبی کی طلب سے دوسرے نبی کی طلب تک منتقل ہوا اور اگر میں نبی ہو کر تشریف لانا اور بعض مفسرین نے اس لفظ سے حضور ﷺ کے والدین کا ایمان پر استدلال کیا ہے۔“** (تفسیر عثمانی)

ہذا علامہ شہاب الدین قاضی شرف شفاء شریف میں لکھتے ہیں کہ **”حیی کریم ﷺ کا نور مبارک حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ تک آپ کے جملہ آباء و اجداد کی پیشانیوں میں تھا اور آپ ﷺ کا نور مبارک حسی ہے جیسا کہ شب باریک میں چاند۔“** (شرح شفاء جلد ۱ صفحہ ۱۱۱)۔

ہذا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے پاس نور تھا وہ ہزار سال پہلے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا وہ نور شمع کہتا رہا اور فرشتے بھی اس کی شمع کے ساتھ شمع پڑھتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو اس نور کو ان کی پشت میں رکھ دیا تو آدم علیہ السلام کی پشت میں مجھے اللہ تعالیٰ نے زمین کی طرف اتارا، وہ مجھے نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پشت میں جبکہ وہ کشتی میں تھے رکھ دیا اور سیدنا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پشت میں مجھے آگ میں ڈالا، پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے یحییٰ کرم والی پشتوں اور طہارت والوں وجوں سے منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ مجھے میرے والدین سے نکالا جو زمانہ پر کبھی نہ ملے (رواہ ابو نعیم، جواہر البحار ج ۳ صفحہ ۲۹۸، شفاء شریف قاضی عیاض)

ہذا علامہ ابو یوسف کے حکیم الامت مولوی شرف علی قضاوی صاحب اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار

سال پہلے اپنے پروردگار کے حضور میں ایک نور تھا (نشر الطیب صفحہ ۱۲۱ شرف علی تھانوی)

بعض دیوبندی ان احادیث کو من گھڑت و موضوع قرار دیتے ہیں تو میں عرض کروں گا کہ کیا آپ کے حکیم الامت کو معلوم نہ تھا کہ یہ حدیث من گھڑت ہے؟ اگر معلوم تھا تو کیا دیوبندی مجدد و حکیم الامت ایسے ہی ہوتے ہیں جو کہ من گھڑت روایات لکھیں؟ اور پھر اس پر کسی قسم کا کلام بھی نہ کرے؟ پس ماننا پڑے گا کہ یہ روایت تھانوی صاحب کے نزدیک حجت و قائل قبول تھی ورنہ نقل نہ فرماتے۔ لہذا اب یہ علماء دیوبند کی سروردی ہے کہ وہ آج کے نیم مولاں صاحبان کو مانیں یا پھر اپنے حکیم الامت مجدد تھانوی صاحب کی۔

بڑی ہی تھانوی صاحب مزید ایک روایت نقل فرماتے ہیں کہ **”رسول اللہ ﷺ کا نور مبارک جب عبدالمطلب میں منتقل ہوا اور وہ جوان ہو گئے تو ایک دن خطیم میں سو گئے جب آکٹھ کلی تو دیکھا کہ آکٹھ میں سرمہ لگا ہوا ہے سرمہ میں تیل پڑا ہوا ہے اور حسن و جمال لباس زیب تن ہیں انکو سخت حیرت ہوئی۔۔۔۔۔۔ چنانچہ انہوں نے اول قبیلہ سے نکاح کیا اور ان کی وفات کے بعد فاطمہ سے نکاح کیا اور وہ عبد اللہ آپ کے والد ماجد کے ساتھ جا ملے ہو گئیں اور عبدالمطلب کے بدن سے منقلب کی خوشبو آتی تھی اور رسول اللہ ﷺ کا نور انکی پیٹانی میں چمکتا تھا اور جب قریش میں قید ہوتا تھا تو عبدالمطلب کا ہاتھ پکڑ کر جبل شہیر کی طرف جاتے اور ان کے ذریعے سے حق تعالیٰ کے ساتھ تقرب و صوفتے اور بارش کی دعا کرتے تو اللہ تعالیٰ بے کثرت نور محمدی ﷺ کے باران عظیم مرحمت فرماتے الخ الموصوب (نشر الطیب صفحہ ۱۲۱ چوتھی فصل)۔**

ان آیات و احادیث سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے نبی پاک ﷺ کو نور کی شکل میں نسل در نسل منتقل فرمایا یہاں تک کہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر آپ ﷺ کے والدین تک منتقل ہو گیا۔ خود تھانوی صاحب کی مذکورہ روایت سے بھی ثابت ہوا کہ نور محمدی ﷺ جو آپ کے والد ماجد کے بدن (تک پہنچا تھا وہ) بعد نکاح آپ کی والدہ کی طرف منتقل ہو گیا۔

اب سنئے ان آیات و احادیث مبارکہ سے اس نور کا حضرت آدم علیہ السلام کی ملب اقدس میں ودیعت کیا جانا اور کیے بعد دیگرے اصحاب آباء و ارحام امہات میں منتقل ہونا ثابت ہے۔ اگر اس نور سے مراد روح اقدس ہو تو آنحضرت ﷺ کے روح اقدس کا حضرت آدم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام و دیگر آباء و اجداد کی اصلا ب میں موجود ہونا لازم آئے گا جس کا بطلان واضح ہے اور پھر اسی روح کا ارحام امہات میں مستقل ہونا لازم آئے گا حالانکہ آباء سے امہات کے ارحام میں جو چیز منتقل ہوتی ہے وہ مادہ ہوتا ہے جس پر وہ ان گزرنے کے بعد روح کا اس سے تعلق ہوتا ہے تو لا محالہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ روح مصطفویٰ ﷺ کے علاوہ کوئی مادہ اور جوہر تھا جس کو پشت آدم علیہ السلام میں ودیعت کیا گیا اور سلسلہ وار اس کو اصلا ب و ارحام میں منتقل کرنے کے بعد حضرت عبد اللہ اور حضرت آمنہ سے ظاہر کیا گیا۔

علامہ حنفی شرح شفا جلد اول صفحہ ۱۱ پر فرماتے ہیں ”ترجمہ: آنحضرت ﷺ کا نور اقدس آباء و اجداد کی پیٹانیوں سے نمایاں ہوتا تھا حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبد اللہ تک اور وہ حسی نور تھا جس طرح تاریک رات میں چاند اور اصلا ب میں ودیعت ہونے والی چیز آپ کا جسم لطیف کا مادہ تھا اور نور اس مادہ کے تابع تھا اور وہ نور جس طرح آباء سے نمایاں تھا امہات کے اندر بھی اسی طرح نمودار ہوتا تھا جیسے کہ صحیح احادیث میں وارد ہے اور اصلا ب میں موجود تھا جیسے کہ کہا گیا ہے: آپ کے انور جبین آدم علیہ السلام سے نمایاں تھا اور کسی بھی چشم مینا سے مخفی نہیں تھے اور آپ کا نور اقدس حضرت آدم علیہ السلام کے ہیڈ و نزول کے وقت ان کی صلب میں تھا اور طوفان کے موقع پر حضرت نوح علیہ السلام کی پشت میں۔ (شرح شفا)

(۲) ام قاتل بنت نوفل بن اسد بن وہب الضری نے حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نکاح کی دعوت دی اور سوا دھ بھی پیش کرنے کا وعدہ کیا لیکن آپ نے فوری طور پر اس کی پیشکش کو قبول نہ کیا۔ جب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے مباہرت ہوئی اور نور مصطفیٰ ﷺ حضرت آمنہ کی طرف منتقل ہو گیا تو پھر ام قاتل کے متعلق رضامندی کا اظہار کرتے ہوئے کہا **”فانک التور واللی کان معک بالامس فلیس لی بک الیوم حاجۃ“** یعنی وہ نور آج تم سے جدا ہو چکا ہے جو کل تمہارے اندر موجود تھا لہذا آج مجھے آپ سے کوئی غرض نہیں۔ (الوفاء لابن الجوزی جلد اول)

(۳) آنحضرت ﷺ نے اپنے وجود کو نور سے تعبیر کیا ”نور یتک من نورہ لہرمایا اول ما خلق اللہ نوری فرمایا وغیرہ وغیرہ۔

آخر اصرار تو سبکی کے نورانی ہیں وہاں بعد عناصر سے نہیں بلکہ امر رب سے پیدا ہونے والے ہیں **”قل الروح من امر ربی“** پھر آپ کے روح اقدس کے نور ہونے کی تخصیص کیوں؟ جس سے صاف ظاہر ہے کہ اگر نور سے مراد روح اقدس ہی ہو تو بہر حال انکی نورانیت دوسرے ارواح طیبہ پر اس قدر زائد اور فراواں ہے جیسے سورج کا نور اور روشنی چاند اور ستاروں کے نور اور روشنی پر جس طرح سورج کی ضیاء میں چاند اور ستارے گم ہو جاتے ہیں اسی طرح نبی اکرم ﷺ کے آفتاب حقیقت کے سامنے انوار انبیاء و اولیاء و پویش ہو جاتے ہیں اور اس نور و ضیاء میں گم۔

جس طرح موابہد میں علامہ قسطلانی شریعت کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں ترجمہ: کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی اکرم ﷺ کے نور اقدس کو پیدا کیا (اور اس کو اضافہ کمالات اور خلقت نبوت سے شرف کرنے کے بعد جب دیگر انبیاء علیہم السلام کے انوار کو پیدا کیا تو نور مصطفیٰ ﷺ کو حکم دیا کہ ان کے سامنے تشریف لائے اور ان پر نظر ڈالے جو نبی آپ کا نور اقدس کے سامنے ہوا تو اس نے ان کو اپنی نیابت و نورانیت میں گم کر دیا تو وہ بول اٹھے: اے پروردگار تبارک تعالیٰ ایہ کون ہیں جس کے نور نے ہمیں ڈھانپ دیا ہے اور ہم پر غالب آگیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ نور ہے محمد بن عبد اللہ کا اگر تم اس کے ساتھ ایمان لاؤ تو میں تمہیں نبی بناؤں گا تو انہوں نے کہا ہمارے ایمان پر اور ان کی نبوت پر ایمان لائے۔ (موابہد مع الذرقانی جلد اول ص ۴۰)

لہذا اس طرح روح اقدس کے ساتھ ساتھ نور اقدس کا تقدم بھی واضح ہو جائے گا اور آپ کے نور ہونے کا دعویٰ بھی بالکل درست اور بجا ہو جائے گا۔
(۴) اور اگر بالفرض وہابیہ نور سے مراد روح بھی لیتا ہے تو بھی ہمارے لئے کوئی مسئلہ نہیں کیونکہ حقیقت انسانی روح ہے اور بدن محض اس کے لئے مثل لباس کے ہے لہذا جب روح مصطفیٰ ﷺ کا حضرت آدم علیہ السلام سے مقدم ہونا تسلیم کر لیا گیا تو بھی ہمارے سامنے کوئی خلل لازم نہیں آتا کیونکہ روح جو ہر مجرد ہے اور حقیقتاً تمام صفات کمال کا موصوف بالذات وہی ہے لہذا اس دور عالم ﷺ کے لئے جملہ کمالات یعنی نبوت اور خاتم النبیین ہونے کا منصب و دیگر کمالات کا ثبوت خارج اور واقع میں ثابت ہو گیا۔
پہلی مولوی حسین احمد فی شہاب الثاقب صفحہ ۵۴ پر قسط ازیں ”حقیقت انسان روح ہے اور بدن روح کے واسطے مثل آستین اور غلاف کے ہے اگر پھاڑ ڈالا جائے تو (مسکما اور محبوبان) کچھ پر وا نہیں کرتے۔“

جلد امداد الصحاح و شرف مل تقانوی صاحب نے حضرت حاتمی امداد اللہ ما جملہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب کا یہی ارشاد نقل کیا ہے (دیکھئے صفحہ ۱۰۲ امداد)
شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی نے امام قرطبی کے حوالے سے اشعة السعادت جلد سوم صفحہ ۶۸۲ پر فرمایا: ”انسان کی حقیقت اس کا روح مجرد اور نفس ماطہ ہے اور بدن محض آکر ہے جس کا دیکھنا اس حقیقت کے اور ایک تک پہنچانا ہے۔“

پہلے قاسم نقوی صاحب رسالہ جمال قاسمی صفحہ ۱۰ پر قسط ازیں ہیں۔ روح حیات اور صفات حیات یعنی وہ صفات جو حیات پر موقوف ہیں مثل سمع و بصر اعلیٰ اور ذاتی ہیں یعنی یہ صفات روح سے صادر ہوتی ہیں اور عالم اسباب میں اس کے حق میں خاشعہ زاد ہیں اور جسم کی حیات اور صفات مذکورہ عرض ہیں یعنی عطاء روح ہیں روح سے صادر ہو کر اس پر واقع ہوتی ہیں۔ (رسالہ جمال قاسمی)

الغرض جب حقیقت انسان روح النہری اور جملہ کمالات کا مصدر و سرچشمہ بھی وہی النہری اور اس کا تقدم آدم علیہ السلام پر بلکہ جملہ مخلوق پر ثابت ہو گیا تو آپ ﷺ کی حقیقت کا مقدم ہونا بھی ثابت ہو گیا اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ آپ بحیثیت روح مجرد کے صرف آدم علیہ السلام سے نہیں بلکہ جملہ عالم سے بھی مقدم ہیں۔

﴿وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقِهِمْ﴾

(۱) اللہ تعالیٰ کے اس قول ”صَبَّحَانَ الذی اَمْرُی“ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (شب معراج) **هَالِ لَهْ عَلَیْکَ** ... الرب عزوجل ... **وَجَعَلْتُکَ اَوَّلَ نَبِیْنِ خَلْقًا وَاٰخِرَہُمْ بَعَثًا** ... **وَجَعَلْتُکَ فَاتِحًا وَاخْتَمًا (انتهی بقدر الفورۃ)** اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ سے فرمایا کہ میں نے تمہیں لحاظ پیدائش کے اول الانبیاء کیا اور باعتبار بعثت کے ان سے آخر کیا۔ اور تمہیں فاتح (اول) اور خاتم (آخر) کیا۔
(۱) بروایت ابو نعیم خصائص الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۱۷۵۔ (۲) تفسیر درمنثور جلد ۳ صفحہ ۱۴۲۔ (۳) تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۲۰۷۔
(۴) تفسیر ابن جریر جلد ۱ صفحہ ۸۔ (۵) شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۱۷۷۔ (۶) شرح شفا للحمکانی والقاری جلد ۲ صفحہ ۲۵۹۔
(۷) الذرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۴ بحوالہ مقام رسول ﷺ صفحہ ۲۱۔

(۲) ایک حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ ”کننت اول الناس فی الخلق و آخرهم فی البعث“ میں سب انسانوں میں پیدائش میں پہلا ہوں اور سب انبیاء میں باعتبار بعثت چوتھا ہوں۔ (بروایت ابن سعد کنز العمال ج ۶ ص ۱۰۶)

(۳) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس آیت کریمہ (وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقِهِمْ) کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ”کننت اول النبین فی الخلق و آخرهم فی البعث“ میں پیدائش کے لحاظ سے سب انبیاء کرام سے پہلے ہوں اور بعثت ہونے کے لحاظ سے سب انبیاء سے آخر میں ہوں (احادیث الشفا صفحہ ۲) اس روایت پر مزید حوالہ جات بھی ملاحظہ کیجئے۔

(۱) تفسیر ترجمان القرآن ج ۱ ص ۲۵۲۔ (۲) مقاصد الحسنہ صفحہ ۳۲۷۔ (۳) تفسیر درمنثور جلد ۵ ص ۱۸۳۔

(۶) تفسیر ابن کثیر جلد ۱ ص ۹۔

(۵) تفسیر معالم المتوکل جلد ۵ صفحہ ۱۹۴۔

(۴) تفسیر ابن جریر جلد ۵ صفحہ ۸۔

(۹) انوار المحمدیہ صفحہ ۷۔

(۸) جوامع البیہ صفحہ ۶۹۔

(۷) دلائل النبوت ج ۱ صفحہ ۱۹ ابو نعیم

(۱۲) تفسیر محمدی ص ۲۰۷ غیر مقلد حافظ محمد۔

(۱۱) مواہب لدنیہ جلد ۱ صفحہ ۶۔

(۱۰) شفا شریف۔

(۴) محدث ابن جوزی روایت بیان کرتے ہیں "انا اول من جاء فی وجود العلم ولا ماء ولا طین ولا جسم ولا آدم" میں ہی سب سے پہلے وجود میں آیا۔ اس وقت نہ پانی تھا نہ مٹی تھی نہ جسم تھا اور نہ ہی آدم علیہ السلام تھے۔ (المیاد والنہی صفحہ ۱۲۲ بن جوزی)

یہی محدث ابن جوزی دوسری روایت بیان فرماتے ہیں کہ "اول ما خلق الله نوری ومن نوری خلق جميع الکائنات" سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا اور میرے نور سے پھر ساری کائنات کو پیدا فرمایا۔ (المیاد والنہی ص ۲۲)

(۵) تفسیر قرطبی میں ہے کہ "قال قتاده ان النبی ﷺ قال کنت اول الانبیاء فی الخلق واخرهم فی البعث انا اول الخلق اجمع" یعنی حضرت قنبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری تخلیق تمام انبیاء سے پہلے ہوئی اور بعثت سب کے بعد اور تمام مخلوق سے اول۔ (تفسیر قرطبی)

(۶) تفسیر خیر پوری میں ہے کہ "وانا اول المسلمین عند الایجاد لا مومن کما قال اول ما خلق الله نوری" امر کن کے ایجاد کے وقت میں اللہ کو تسلیم کرنے والوں میں سب سے اول ہوں جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلے جو چیز اللہ نے پیدا فرمائی وہ میرا نور ہے۔ (خیر پوری ج ۸ حاشیہ تفسیر ابن جریر)

(۷) تفسیر عرائس البیان "وانا اول المسلمین اشارۃ الی تقدم روحه و جوهره علی جميع الکون" اس آیت میں حضور ﷺ کی روح پاک اور جوہر مقدس کا جمیع کون یعنی سوائے اللہ تعالیٰ کے ہر چیز پر مقدم (یعنی پہلے ہونے) کی طرف اشارہ ہے۔ (تفسیر عرائس البیان ۲۳۸/۱)

جب حضور ﷺ ولد الانبیاء ہوئے تو حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے ہونا نبی پاک ﷺ کا ثابت ہوا اور جب حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے تھے تو وہ نور کی شکل ہی میں تھے کیونکہ بشریت کا سلسلہ تو حضرت آدم علیہ السلام سے چلا۔ لہذا ان احادیث سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کی حقیقت و اولیت نور ہے۔

۴۔ جلال الدین سیوطی کا وہابیہ کو جواب۔

اعتراض: بعض لوگ کہتے ہیں کہ "واذا الله مبشاق النبین" سے استدلال کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ اس وقت موجود ہوئے تو سبھی انبیاء علیہم السلام نے ان کا کلمہ کیوں نہ پڑھا لہذا آپ ﷺ کو ہاں موجود ہی نہ تھے۔

الجواب: (۱) اللہ تعالیٰ نے ارواح انبیاء علیہم السلام کو پیدا فرمانے کے بعد تور و مصطویٰ ﷺ وان پر ظاہر کیا تو آپ کے نور نے ان کو اپنے اندر چھپایا تو انہوں نے عرض کیا: یہ کس کا نور ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا "یہ نور ہے محمد بن عبد اللہ کا اگر تم ان کے ساتھ ایمان لاؤ تو میں تمہیں منصب نبوت ہر فائز کروں گا انہوں نے عرض کیا: ہاں تو اس حالت کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "واذاخذ الله ذر و اس وقت کو جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام سے مہد لیا تھا۔" (دلائل النبوة، مواہب مع زرقانی جلد اول صفحہ ۴۰)

علامہ سبکی نے اس آیت کے تحت جو تفسیر فرمائی ہے اس کو مواہب، خاص اور جید الشیخ علیہ السلام میں ذکر کیا گیا ہے اس میں تصریح موجود ہے کہ اس آیت کا یہ معنی نہیں کہ آپ دنیا میں منصب نبوت و رسالت اور منذ ارشاد پر متمکن ہونے کے بعد سے قیامت تک آپ کی رسالت عام ہے بلکہ روزِ مباح سے لے کر قیام قیامت تک سب کو محیط ہے فرماتے ہیں "مہد مباح کو یا مہد بیعت سے جو خلفاء کے لئے جاتا ہے اور وہ گویا اسی سے ماخوذ و مستنبط ہے تو دیکھئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی اکرم ﷺ کے لئے تعظیم عظیم کا ہشام کیا گیا ہے۔ جب یہ بات صحیفہ خاطر پر متعش ہو چکی تو اب ظاہر ہو گیا۔" "فالنبی هو نبی الانبیاء ولہنا ظہر ذالک فی الآخرة جمیع الانبیاء تحت لواءہ فی النہا کذلک لیلۃ الامرئ صلی علیہم" یعنی "نبی اکرم ﷺ ہی الانبیاء ہیں اور اسی لئے آخرت میں اس حقیقت کا ظہور اس طرح ہوگا کہ تمام انبیاء علیہم السلام آپ کے لواء الحمد کے نیچے ہوں گے اور دنیا میں بھی اسی طرح ہوا کہ بیت المقدس میں سب آپ کے مقتدی تھے اور آپ سب کے امام۔

اور آخر میں فرمایا "یہاں دو حدیثوں کا معنی واضح ہو گیا جو اب تک ہم پر مخفی تھا "اول ارسلت الی الخلق كافة" کے متعلق ہم یہی سمجھتے رہے کہ بعثت کے بعد قیام قیامت تک آپ کی رسالت عام ہے لیکن اسکی تحقیق سے معلوم ہو گیا "انہ جمیع الناس اولہم و آخرہم کہ الخلق" میں سبھی اولین و آخرین داخل ہیں۔ دوسری حدیث "کنت نبیاً و آدم بین الروح والجسد" ہے جس کے متعلق ہم سمجھتے تھے کہ یہ علم الہی کا اعتبار سے ہے مگر اس تحقیق سے واضح ہو گیا کہ نہیں

یہ اس پر زائد امر ہے اور آپ ﷺ کی نبوت خارج میں تحقیق تھی جب کہ آدم علیہ السلام کا ڈھانچہ مکمل نہیں ہوا تھا۔ (خاصاً ان کے برائی جلد اول ص ۳ پر مفصل مضمون علامہ سبکی کا موجود ہے اسے ملاحظہ فرمائیں)

جلد اول تقریباً یہی تفسیر شریعہ احمدی نے "تفسیر عثمانی میں" دانا اول المسلمین کے تحت کی۔

الغرض واضح ہو گیا کہ حضرت انبیاء علیہم السلام آپ پر آپ کی نبوت پر ایمان لائے تھے لیکن اسکا ظہور اس وقت ہوتا جب دنیا میں ان کی موجودگی میں آپ ﷺ تشریف لاتے اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کی شریعت پر ہوں گے اور اس کے مبلغ۔ مگر عدم ظہور اور ہے اور ثبوت و تحقیق اور ہے۔ اگر وہابیہ صاحبان کو **الست بربکم** (کیا میں تمہارا رب نہیں) کے جواب میں۔۔۔۔۔ (کیوں نہیں) کہنا معلوم نہ ہو تو کیا کہا جائے گا کہ انہوں نے پہلی نہیں کہا تھا، کہا تو کفار نے بھی تھا مگر اکر احاطہ اور ہیبت و جلالت خداوندی سے اور مومنین نے طوعاً و اخلاً صاً کہا تھا لیکن ظہور اس کا دنیا میں ہو گا کہ ازراہ خلاص بلی کہنے والا کون تھا۔ اور ازراہ اکر اہ کون۔ لہذا انبیاء علیہم السلام کا ایمان لانا ثابت ہے اور اس کا ثبوت کی کوئی وجہ نہیں؟

(۲) اس آیت کریمہ میں ان سے جو عہد لیا گیا ہے وہ دنیا کے لحاظ سے ہے جس پر **اقبکم من کتاب و حکمہ** شاہد ہے اور آپ کی بعثت اور رسالت و نبوتی کے لحاظ سے لہذا بالفرض اس وقت اقرار اور اعتراف آپ کی نبوت و رسالت کا نہ بھی پایا گیا ہو تو اس سے آپ کی عدم موجودگی کیسے لازم آگئی۔ کیونکہ اس عہد کا تو قطعاً ہی دنیا میں مجبوت ہونے کے ساتھ تھا لہذا وہ مکلف تھے دنیا میں ہوتے ہوئے ان کے پاس سرور عالم ﷺ کے تشریف لانے پر ان کے ساتھ ایمان لانے اور ان کے دین کی خدمت کرنے کے ساتھ لہذا آپ بشارت اور عہد کے وقت موجود بھی ہوں اور اس ایمان و نصرت کا اظہار نہ پایا جائے تو کیا حرج ہے؟

﴿يُرِيدُونَ أَن يُطْفِئُوا نَوْرَ اللَّهِ بَأْوَهِمْ...﴾

"يُرِيدُونَ أَن يُطْفِئُوا نَوْرَ اللَّهِ بَأْوَهِمْ وَيَتَى اللَّهُ أَن يَمُورَهُ وَلَوْ كَوَّهُ الْكَافِرُونَ" ارادہ کرتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنی پھونگوں سے بجھا دیں اور اللہ نہیں پسند کرتا مگر یہ کہ اپنے نور کو پورا کرے ہی گا اگرچہ کفار نرا مانا کریں۔ (توبہ ۵۱)

یہاں نور سے مراد ذات باری کا نبی پاک ﷺ ہے جیسا کہ تفسیر میں موجود ہے۔

(۱) تفسیر درمثور میں ہے "ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ **يُرِيدُونَ أَن يُطْفِئُوا نَوْرَ اللَّهِ** کے متعلق فرماتے تھے کہ کفار ارادہ رکھتے ہیں محمد ﷺ کو پاک کر دیں (درمثور جلد ۳ ص ۲۳۱)

ہو سکتا ہے کوئی یہ کہہ دے کہ یہاں محمد ﷺ سے مراد آپ کی ذات نہیں بلکہ لائی ہوئی تعلیمات (دین اسلام) ہے لہذا نور سے مراد محمد ﷺ نہیں بلکہ محمدی ﷺ کی لائی ہوئی تعلیمات ہیں تو میں عرض کروں گا کہ جناب جب مفسرین کرام لفظ محمد ﷺ (جو کہ اسم ذات نبی پاک ﷺ کا ہے) لے رہے ہیں تو اب خواہ خواہ کی ضد و بہت دہری کیوں؟ دوسرا یہاں نور سے مراد ذات نبی پاک ﷺ ہی ہے جیسا کہ ملاحظہ قاری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے یہاں نور ہونے پر خاطر خواہ تبصر فرمایا۔

(۲) موضوعات ملاحظہ قاری صفحہ ۸۶ پر حضور ﷺ کے نور ہونے کے بارے میں لکھا ہے کہ "واما نوره عليه السلام فهو من غايه من ظهور شرقا و غربا و اول ما خلق الله نوره و سماه في كتابه نورا و في دعائه عليه الصلوة والسلام ابعثني نورا و في النبيل يريدون ان يطفئوا نور الله... الخ بالوابعهم وقال الله تعالى نور السموات والارض مثل نوره" یعنی حضور ﷺ کا نور شرقاً و غرباً ظاہر و عیاں ہے اور سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کا نور پیدا فرمایا اور آپ ﷺ کا نام اپنی کتاب میں نور رکھا اور آپ نے اپنی دعا میں کرا۔ اللہ مجھے نور بنا دے قرآن میں "يُرِيدُونَ أَن يُطْفِئُوا نَوْرَ اللَّهِ... الخ بالوابعهم" اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے اس کے نور کی مثال سے مراد حضور ﷺ ہیں (صفحہ ۸۶)

پس معلوم ہوا یہاں نور سے مراد ذات محمدی ﷺ ہے کہ وہ نور محمدی ﷺ جو افضل البشر کی شکل میں دنیا میں جلوہ گر ہوا کفار اس نور کو اپنی پھونگوں سے بجھانا چاہتے تھے۔

﴿وَالنَّجْمُ إِذَا هَوَىٰ...﴾

والنجم اذا هوى قسم ہے ستارہ کی کہ جب چڑھ کر اتر آئے (سورۃ نجم پارہ ۲۶ رکوع ۱) یہاں بھی مفسرین کرام نے النجم سے حضور ﷺ کی ذات باریکات مراد لی ہے جیسا کہ ایک ستارہ جلوہ گر ہو کر اپنی تابانی سے دیگر اشیا کو نور کرواتا ہے۔

- (۱) تفسیر صادی میں شیخ احمد صادی المالکی لفظ نجم کی تفسیر میں فرماتے ہیں "النجم هو محمد ﷺ" نجم سے مراد حضور ﷺ ہیں (تفسیر صادی ۱۳۵/۲)
- (۲) تفسیر محالم اختریل میں ہے کہ "وقال جعفر الصادق یعنی محمد" یعنی امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نجم سے مراد حضور ﷺ ہیں۔
- (۳) تفسیر خازن میں اسی لفظ نجم کی تفسیر میں ہے کہ "النجم هو محمد ﷺ"۔

(۴) تفسیر روح المعانی میں امام آلوسی رحمۃ اللہ علیہ النجم کی تفسیر میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت نقل فرماتے ہیں اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے "هو النبی ﷺ وهو به نزولہ من السماء لیلۃ المعراج وجوز علی هذا ان یواد بھواہ صعودہ وعروجہ علیہ الصلوۃ والسلام الی مطنع الاین" یعنی نجم سے مراد ذات پاک مصطفیٰ ہے اذاحوی سے مراد حضور کا آسمان سے شب معراج واپس زمین پر نزول فرمانا ہے اذاحوی سے یہ مراد لینا بھی جائز ہے کہ حضور کا شب معراج وہاں تک عروج فرمایا جہاں مکان کی سرحدیں ختم ہو جاتی ہیں۔ (روح المعانی)

(۵) اس سے ملتی جلتی تفسیر "مواہب اللدنیہ جلد ۷ ص ۷۷" میں بھی موجود ہے۔

(۶) شرح شفا شریف ملا علی قاری والنجم کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے والنجم اذاحوی کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ النجم حضرت محمد ہیں (ملا علی قاری لکھتے ہیں) "لانه نجم الاکبر و الکوکب الانور" اسلئے کہ نبی کریم صلب سے بنے ستارے اور درخشندہ کوکب ہیں۔ (شرح شفا وملا علی قاری ۲۰۲/۱)

قرآن پاک کی اس آیت اور تفاسیر سے معلوم ہوا کہ نبی پاک النجم (ستارہ جو نورانی ہوتا ہے) کہا گیا ہے اور احادیث سے یہ بھی آپ کو ستارہ اور نور کہنا ثابت ہے جیسا کہ ولادت مصطفیٰ کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جسم سے نور خارج ہوتے دیکھا۔

﴿ نور محمدی کا نام احمد تھا ﴾

قرآن پاک میں ہے کہ "اور یا ذکر وجب یحییٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوں و مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ یَأْتِیْ مِنْ بَعْدِی اِسْمُهُ اَحْمَدُ فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْبَیِّنَاتِ قَالُوا هَذَا یَصُوْرٌ مُّبِیْنٌ اور ان رسول کی بعثت سنانا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے پھر جب محمد ان کے پاس روشن نکلتیاں لے کر تشریف لائے بولے یہ نکلا جاوے۔ (پ ۱۲۸ الف آیت ۶)

نبی پاک بھی دنیا میں تشریف نہیں لائے لیکن قرآن کہتا ہے کہ ان کا نام احمد ہے اور نبی پاک کے ارشاد سے صاف واضح ہوتا ہے کہ آپ کا نام احمد اس وقت تھا جب آپ نور محمدی کی شکل میں موجود تھے۔ چنانچہ

(۱) علامہ جلال الدین سیوطی اپنی کتاب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل فرماتے ہیں کہ رسول برحق نے ارشاد فرمایا لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ اَدَمَ اَءَاہَ بَیْنَهُ فَجَعَلَ بَیْنَهُمَا فُضْلًا بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَالْمِیْ نُوْرًا مَّا طَعَاہِیْ اَسْأَلْتُمْ فَقَالَ یَا رَبِّ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا بَنُکَ اَحْمَدُ وَهُوَ اَوَّلُ وَهُوَ اٰکِرُ وَهُوَ اَوَّلُ شَافِعٍ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کی اولاد ان کو دکھائی تو آپ نے بعض مخلوق کی بعض پر فضیلت دیکھی تو نیچے کی طرف سے بند ہونے والا نور آپ نے دیکھا تو اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ یہ کون ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ تیرا بیٹا احمد ہے اور وہ اول ہے اور آخر ہے اور وہی سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہے۔ (خصائص الکبریٰ جلد ۱ ص ۹۶ مطبوعہ سعودی عرب)۔

حضرت جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عالم دین بزرگ و محدث تھے؟ اہل علم پر یہ بات غنمی نہیں بلکہ آپ کے بارے میں علامہ عبد الوہاب شعرائی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ "علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بححر (75) کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت بیداری میں زیارت کی" (میزان الکبریٰ ۴۴/۱)

(۲) اسی طرح امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حدیث نقل فرمائی کہ "جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کی اولاد آدم علیہ السلام کو دیکھائی تو آدم علیہ السلام نے اپنی اولاد میں بعض کی بعض پر فضیلت دیکھی۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حضرت علیہ السلام نے اپنی اولاد میں "فہو حسنی فہو" مجھے نور کی شکل میں دیکھا تو عرض کی اے رب عزوجل ایہ نور والا کون ہے؟ تو اللہ عزوجل نے فرمایا اے آدم علیہ السلام! یہ تیرا بیٹا احمد ہے۔ اور یہ تیرا بیٹا اول بھی ہے اور آخر بھی۔ (دلائل البیہ جلد ۷)

(۳) مواہب لدینیہ میں علامہ قسطلانی مفسر ابن کثیر کے حوالہ سے بیان فرماتے ہیں۔ "ترجمہ کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا (اور اس کو اضافہ کمالات اور خلقت نبوت سے شرف کرنے کے بعد جب دیگر انبیاء علیہم السلام کے انوار کو پیدا کیا تو..... کو حکم دیا کہ ان کے سامنے تشریف لائے اور ان پر نظر ڈالے جو نبی آپ کا نور نور ان کے سامنے ہوا تو اس نے ان کو اپنی ضیاء نورانیت میں گم کر دیا تو وہ بول اٹھے اے پروردگار تبارک تعالیٰ! یہ کون ہیں جس کے نور نے ہمیں ڈھانپ دیا ہے اور ہم پر غالب آگیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ نور ہے محمد بن عبد اللہ اگر تم اس کے ساتھ ایمان لاؤ تو میں تمہیں نبی بناؤں گا تو انہوں نے کہا ہم ان پر اور ان کی نبوت پر ایمان لائے۔ (مواہب مع الذرقانی جلد اول ص ۴۰)

پس معلوم ہوا کہ حقیقت محمدیؐ کا نام مبارک بھی موجود تھا۔ اور اسی نور مبارک کی آمد کی خوشخبری حضرت یحییٰ علیہ السلام نے سنائی۔ اس حدیث شریف سے بالکل واضح ہو گیا کہ حضورؐ کی اولیت و حقیقت نور ہے۔

اعتراض: بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ یہاں نور سے مراد نبوت و رسالت ہے۔ نبی پاکؐ نہیں ہیں۔

جواب: یہ بخلاف کی ذاتی رائے ہے کیونکہ اس حدیث میں یہ الفاظ کہ نبی پاکؐ نے فرمایا کہ حضرت آدمؑ نے ”مجھے نور دکھا یہ تیرا بیٹا احمدؑ ہے“ یہ اول ہے آخر ہے اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ وہ نور نبوت و رسالت مراد نہیں بلکہ حقیقت نور محمدیؐ ہی مراد ہے۔ لہذا ان واضح الفاظ کے باوجود اس نور محمدیؐ سے مراد نبوت و رسالت لینا ضد و ہمت و ہرمی کے سوا کچھ نہیں۔

﴿— آپؐ ابو البشر حضرت آدم سے پہلے —﴾

ہم صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ آپؐ حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے ہی منتخب ہو چکے تھے چنانچہ اس سلسلے کی صحیح احادیث ملاحظہ فرمائیں۔ جناب میرزا نعیر رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہؐ سے دریافت کیا کہ ”مَنْ كُنْتُ نَبِيًّا قَالُوا اَنْتَ وَادَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ“۔ نبی کریمؐ نے فرمایا (میں اس وقت بھی نبی تھا) جب آدم علیہ السلام روح اور جسد کے درمیان تھے۔

(المستدرک ۲: ۲۰۹، مسند احمد ۵: ۵۹، الطبقات الكبرى لابن سعد ۱: ۱۸۰، طبع بیروت، التاريخ الكبير ۷: ۳۷۳، دلائل النبوة بیهقی ۱: ۱۲۹) وقال الحاكم صحيح الاسناد لم يعرجاه واقهر الذهبي وقال البيهقي: راوه احمد ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد ۸: ۲۲۳)

مسلم بن ترمذی میں بھی یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ آئی ہے ”عن ابي هريره قال قالوا يا رسول الله مَنْ كُنْتُ نَبِيًّا قَالُوا اَنْتَ وَادَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ“۔ جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا اے اللہ عز و جل کے رسولؐ آپ کیلئے نبوت کب ثابت ہوئی؟ نبیؐ نے فرمایا جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔ (مسلم الترمذی کتاب المناقب باب فی فضل النبی رقم ۳۶۰۱) وقال ابو عيسى: هذا حديث حسن صحيح غريب دلائل النبوة للبيهقي ۲: ۱۳۰، مشکوة المصابيح باب فضائل سيد المرسلين) ہم دار السلام کی شائع کردہ تفسیر ابن کثیر میں مسند احمد ۱۲۷/۴ کے حوالے سے یہ حدیث مبارکہ بھی ہے کہ نبی پاکؐ نے فرمایا ”انی عبد اللہ لغاتم النبیین وان آدم علیہ السلام لمنجدل فی طینتہ و منابکم بقول ذلك الخ۔ میں اللہ کا بندہ اس وقت بھی خاتم النبیین تھا جب آدم کا ظہور ابھی مٹی میں گوندھا ہوا تھا۔ (المصباح المیزان تہذیب و تحقیق تفسیر ابن کثیر ج ۱ سورۃ البقرہ زیر آیت ۱۲۵، صفحہ ۳۲۵)

ہم اسی تفسیر ابن کثیر میں مسند احمد ۱۲۷/۴ کے حوالے سے یہ حدیث بھی ہے کہ ”انی عبد اللہ لغاتم النبیین وان آدم علیہ السلام لمنجدل فی طینتہ۔ میں اللہ کے ہاں اس وقت بھی خاتم النبیین تھا جبکہ آدم علیہ السلام کا ظہور ابھی تک گوندھا ہوا تھا۔ (المصباح المیزان تہذیب و تحقیق تفسیر ابن کثیر ج ۱ صفحہ ۳۰۶) ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حضورؐ حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے موجود تھے جیسا کہ نبوت کے نجات سے سرفراز ہوئے۔ اور جب حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے تھے تو وہ کیا تھے؟ وہ نور ہی تو تھے کیونکہ بشر تو آدم علیہ السلام سے شروع ہوئے۔ لہذا جب تخلیق میں آدم سے حضورؐ ول ہوئے تو آپؐ کا نور ہونا ثابت ہوا۔ ان احادیث سے آنحضرتؐ کا تحقیقاً آدم علیہ السلام سے قبل ہی ہونا بھی ثابت اور خاتم النبیین کے منصب پر فائز ہونا بھی ثابت ہو جاتا ہے۔ اور آپؐ کی حقیقت کا نور ہونا بھی ثابت کیونکہ بشروں کے باپ آدم علیہ السلام بعد میں پیدا کئے جا رہے ہیں۔ اور آپؐ کی حقیقت پہلے ہی موجود و متعلق تھی اور ان صفات کمال کے ساتھ موصوف و متصف۔

﴿— آپؐ نبی تھے یا صرف لکھے گئے تھے؟ —﴾

بعض حضرات کہتے ہیں کہ حدیث میں آتا ہے کہ ”میں اس وقت بھی نبی لکھ چکا تھا جب آدم روح اور جسم کے درمیان تھے“ لہذا حضورؐ کا وجود نہ تھا بلکہ لکھ دیا تھا۔ تو اس کے چند جوابات ہیں۔

(۱) لکھ دینے سے آپؐ کے نور یا اولیت کی نفی کس طرح ثابت ہوتی ہے؟ اور اس حدیث میں کہاں ہے کہ آپؐ کا نبی ہونا تو لکھ دیا لیکن آپؐ کی عقل میں موجود نہ تھے؟

(۲) اعتراض کرنے والے نے صرف ایک حدیث میں دیکھا کہ بس یہاں آیا ہے کہ آپ کا نبی ہونا لکھا ہے اور استدلال کیا کہ لہذا آپ کی اولیت آدم سے پہلے نہ ہوئی۔ یہی اعتراض کرنے والی کی جہالت و گمراہی ہے۔ حالانکہ ہم نے اپنے بیان میں کثیر احادیث و روایات کی ہیں کہ آپ اول المخلوقات ہیں اور اولیت کے لحاظ سے نورانی ہیں۔ لہذا ان سب کو ترک کر کے ایک ہی حدیث پر عمل کرنا کہاں کا انصاف ہے؟

(۳) ایک حدیث میں لکھا گیا کہ الفاظ ہیں اور دوسری میں نبی ہونا کے لہذا اگر یہ مانا جائے کہ آپ اس وقت بھی نبی تھے تو اس سے ہمارا ایمان دونوں فرمان محمدیؐ پر ہو جائے گا کیونکہ نبی بھی تھے اور لکھے بھی گئے تھے۔ جبکہ مخالفین کی بات کو قبول کر لیا جائے تو صرف لکھے جانے والی حدیث پر عمل ہوگا، نبی ہونے والی کو چھوڑنا پڑے گا۔ اس لئے ہمارا ایمان دونوں حدیثوں پر ہے ہم آپ کو آدم سے پہلے نبی بھی مانتے ہیں اور لکھا ہوا بھی مانتے ہیں۔ اللہ کرے کہ منکر بھی آپ کے دونوں فرمان کو قبول کر لے۔ اور پھر خود نبی پاکؐ کی حدیث شریف سے بھی یہی مضمون ملتا ہے ”جناب عریاض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: بیشک میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس وقت سے خاتم النبیین لکھا ہوا ہوں۔ جب کہ آدم علیہ السلام اپنی گوندھی ہوئی مٹی میں تھے اور میں تم کو بتاؤں گی میرا پہلا امر (یعنی میری نبوت کا پہلا اظہار) جناب ابراہیم علیہ السلام کی دعا تھی اور پھر جناب عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور پھر میری ماں کا خواب جو انہوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا تھا انہوں نے دیکھا ان میں سے ایک نورنگا کی جس سے شام کے بخارات ان کو نظر آئے۔“ (شرح السنہ لہام بغوی ۱۳: ۲۰۷) تو اب یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ آپؐ کا نبی ہونا بھی آدم علیہ السلام سے پہلے لکھا جا چکا تھا اور آپؐ نور کی شکل میں موجود بھی تھے اسلئے لاہ نور محمدیؐ خارج ہوا۔ اور اگر صرف ”لکھا“ ہی مراد لیا جائے تو آپؐ کی کیا تخصیص تقدیر تمام اشیاء مخلوقات کی ان کے وجود سے مقدم ہے پس یہ تخصیص خود بخود مل جاتی ہے اس کی صرف لکھا جانا ہی مراد نہیں بلکہ آپؐ پہلے بھی موجود تھے جیسی تو دوسروں پر آپؐ کی فوقیت ثابت ہو گئی۔ ورنہ (معاذ اللہ) آپؐ کی تخصیص ختم ہے۔

(۴) اور حدیث جوتہ مذی شریف وغیرہ میں ہے کہ جب قلم کو حکم ہوا کہ لکھتے اس نے عرض کی کہ کیا لکھوں؟ تو (رب عز وجل نے فرمایا) ”لکھ **فکب ماکان وما ہو کائن الی الابد**“ چنانچہ قلم نے جو کچھ ہو چکا اور جو ہوگا لکھ دیا۔ (ترمذی و مشکوٰۃ) تو دیکھئے قلم کے لکھنے سے پہلے آپؐ موجود تھے کیونکہ قلم نے کیا لکھا ماکان جو ہو چکا۔ الفاظ حدیث پر غور کیجئے تو معلوم ہوگا کہ قلم کے لکھنے سے پہلے بھی کچھ چیز تخلیق ہو چکی تھیں۔ جو ابھی تک نہیں لکھی گئی تھیں۔ اور وہ پہلے والی چیز اول ماخلق اللہ **نوری** یعنی سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا یہی ماکان والی چیز تھی تو معلوم ہوا کہ لکھا جانے والا کام تو بعد میں ہوا لیکن آپؐ کا وجود نوری تو پہلے بھی تھا۔ لہذا آپؐ کا نبی ہونا تو بعد میں قلم نے لکھا، قلم کے لکھنے سے پہلے بھی آپؐ کی تقدیر یا خاتم النبیین ہونا آدم سے پہلے لکھا گیا تھا اور آپؐ پہلے موجود نہ تھے یہ اعتراض جہالت پر مبنی ہے کیونکہ قلم نے یہ تمام چیزیں بعد میں لکھیں جبکہ قلم سے پہلے جو ہو چکا تھا وہ نور **مستحی** کا ہی وجود تھا جو لکھنے سے پہلے بھی موجود تھا۔

وفی حلیۃ ابن القطن کنت نوراً بین یدی ربی قبل آدم بأربعة عشر الف عامراً الخ ابن القطن کی حدیث میں ہے (حضورؐ نے فرمایا) کہ میں پیدا کس آدم سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے رب کے سامنے نور تھا۔ (مواہب الدنیہ ۱/۱۰۱ اور ترقائی شریف ۱/۲۹۱۔ جواہر البیہار جلد ۴، صفحہ ۲۹۲) اور محمدیہ جس ۲۶، تفسیر روح البیان ۲/۳۷۰۔ حجتہ اللہ علی العالمین ۲۱۶ تفسیر الطیب مولانا اشرف علی تھانوی دہلوی صفحہ ۱۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیؐ کی روح آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک نور تھا فرشتے آپؐ کی تسبیح کے ساتھ تسبیح کرتے تھے پھر جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا تو اس نور کو ان کی پیٹھ میں ڈالا۔ اور رسول اللہؐ نے فرمایا ہے پھر مجھ کو اللہ تعالیٰ نے زمین کی طرف آدم علیہ السلام کی پیٹھ میں اتار دیا۔ پھر نور علیہ السلام کی پیٹھ میں اور پھر مجھ کو ابراہیم کی پیٹھ میں (آگ میں) ڈال دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اسی طرح بزرگ پشت در پشتوں اور پاک رجوں میں بدلتا رہا یہاں تک کہ میرے والدین نے مجھ کو ظاہر کیا جو کبھی حرام کے مرتکب نہیں ہوئے۔ (الشفاء بضرایف حقوق المعصوفین امام المحدثین قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۸۲ رواہ ابوصحیم، جواہر البیہار ج ۲ صفحہ ۲۹۸)

اسی کی تفسیر صحیح بخاری شریف کی دو حدیث بھی کرتی ہے جس میں رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ”بیشک میں حضرت آدمؑ کے افضل ترین زمانے میں مبعوث ہوا ہوں کیے بعد دیگرے زمانے گزرتے رہے حتیٰ کہ میں اس زمانے میں ظاہر ہوا جس میں سے میں پہلے سے تھا۔“ (بخاری کتاب الانبیاء۔ شفا شریف صفحہ ۸۰)۔

(۵) دو حدیث جس کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں اس میں مسائل کے سوال پر جواباً ارشاد فرمایا۔ ”سائل نے یہ نہیں پوچھا تھا کہ آپؐ **لم یلی یا ارادہ الہی** میں کب سے نبی آ رہے ہیں بلکہ پوچھا آپؐ کا زمانہ نبوت کس سے شروع ہوا ہے اس لئے کہ مئی عموم زمانہ کیلئے آتا ہے آپؐ نے فرمایا میرا نبوت سے موصوف ہونے کا زمانہ بشریت سے بھی مقدم ہے اور بشریت کا آغاز آدم علیہ السلام سے چلا ہے گویا زمانہ بشریت سے بھی پہلے نبی ہو گیا تھا۔ اس انصاف نبوت کو مجازاً نہیں کہہ سکتے ہیں اس لئے کہ سائل نے مجاز سے سوال نہیں کیا ہے اور نہ ہی مجاز پر استمال شرعی یا عقلی محقق ہے۔ بلکہ یہ آپؐ نے حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر اس لئے فرمایا کہ سائل

کے ذہن میں آدم علیہ السلام کی نبوت کا تصور تھا۔ نیز بشریت کا تقاضا تھا کہ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کا عالم ظاہری پر نہیں ہونے کا تقدم زمانی سوال کا سبب بن سکتا تھا۔ جس کے جواب میں آپ نے حضرت آدم علیہ السلام پر بھی زمانہ کے لحاظ سے تقدم نبوت کا اظہار فرمایا اور نبوت کے مرتب سے چھٹا انسان ہی موصوف ہوئے تھے اس لئے بھی حضرت آدم علیہ السلام سے موازنہ فرمایا اور اعلان فرمایا کہ میں حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے نبوت کی صفت سے سرفراز تھا۔ معلوم ہوا نبی اکرمؐ سب سے پہلے موجود بھی تھے اور صفت نبوت سے سب سے پہلے متصف بھی تھے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ صفت نبوت کا پایا جانا بغیر موصوف کے موجود ہونے کے ممکن ہی نہیں ہے۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں آپؐ صفت نبوت کے ساتھ موصوف تھے تو یہ غلط ہے نہ اس پر شرعی دلیل پائی جاتی ہے اور نہ عقلی۔ کیونکہ یوں تو سارے انبیاء علیہم السلام صفت نبوت کے ساتھ ازل سے اللہ تعالیٰ کے علم میں موصوف تھے تو احادیث بالا میں نبی کریمؐ کی مدح میں کوئی خصوصیت پائی جائے گی؟ اور اس طرح نبی کریمؐ کا اپنے آپ کو اول مخلوق فرمانا سب سے اول نبی اپنے آپ کو قرار دینا بے معنی ہو کر رہ جائے گا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا علم ازل اور قیوم ہے۔ علم ازل میں ساری مخلوق برابر اللہ تعالیٰ کے علم میں موجود ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ حضرت آدم علیہ السلام جب پیدائش کے مرحلہ میں تھے اس وقت سے خداوند کریم کے علم میں آپ صفت نبوت کے ساتھ موصوف ہو چکے تھے یا اللہ تعالیٰ کے علم میں آپ کا وصف نبوت سے موصوف ہونا اس وقت سے تھا جب ظاہری اجسام میں وجود غضری میں تشریف لاکر چالیس سال کی عمر پا چکے تھے تو ان صورتوں میں لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ کا علم حادثہ تقدم نہ ہو اور ازل اور یہ بھی خرابی لازم آئے گی کہ اللہ تعالیٰ کو پہلے سے علم نہ ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا فرمانے سے پہلے ہی پیدا ہونے والی مخلوق کو ازل سے جانتا تھا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات مخصصہ ازل ہیں۔ واجب اور قدیم بالذات ہیں اور خداوند کریم کی صفات مخصصہ امکان سے ہر طرح سے پاک ہیں لہذا نبی کریمؐ کی حقیقت ساری مخلوق سے قبل موجود تھی اور وصف نبوت بھی تھی اور یہی ہمارا مدعی ہے۔

(۶) حضرت علامہ محدث جلال الدین سیوطیؒ بھی مذکورہ حدیث کے تحت فرماتے ہیں "شیخ تقی الدین سبکی اپنی ایک تصنیف میں اس (لنؤمن بعدو لنصرونہ) کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس آیت میں نبی کریمؐ کی بڑی عظمت شان بیان کی گئی ہے اور اس جانب اشارہ کیا گیا ہے کہ اگر آپؐ گزشتہ انبیاء کے زمانے میں مبعوث ہوتے تو آپؐ ان انبیاء کے بھی نبی اور مرسل ہوتے۔ کیونکہ آپؐ کی نبوت و رسالت تمام زمانوں اور تمام مخلوقات پر محیط اور شامل ہے اسی لئے آپؐ نے فرمایا "میں تمام مخلوقات کیلئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں" اس تمام مخلوقات کی تعبیر میں صرف آسمان و زمین والی مخلوقات ہی نہیں بلکہ گزشتہ مخلوقات بھی شامل ہیں، جمعی تو فرمایا "اس وقت بھی نبی تھا جب آدم روح و جسم کے درمیان تھے۔"

بعض اہل علم نے اس حدیث کا کہ "میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم روح اور جسم کے درمیان تھے" کا یہ مطلب بیان کیا کہ آپؐ اللہ تعالیٰ کے علم میں اس وقت بھی نبی تھے۔ ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا علم تمام اشیاء اور تمام واقعات کو محیط ہے غرض آدمؑ سے پہلے آپؐ کی نبوت کا بطور خاص ذکر صرف علم الہی کے بیان کے لئے نہیں ہے بلکہ یہ بتانا ہے کہ اس وقت آپؐ کی نبوت محقق ہو چکی تھی اور یہی وجہ ہے کہ آدم علیہ السلام نے عرش پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا، اگر یہ منہوم مراد لیا جائے کہ آپؐ اللہ تعالیٰ کے علم میں آسمان و زمین پر بننے والے شے تو یہ صرف آپؐ کی خصوصیت نہیں بلکہ تمام انبیاء ہی خدا کے علم کے مطابق آسمان و زمین پر بننے والے تھے اس سے معلوم ہوا کہ یہ آپؐ کی خصوصیت تھی کہ آپؐ تمام انبیاء سے پہلے تمام نبوت پر سرفراز کیا گیا۔ پھر اس خصوصیت کا اہمیت کے ساتھ اعلان کیا گیا تاکہ آپؐ کی امت آپؐ کے مقام بلند سے روشناس ہو جائے اور یہ امت کے لئے خیر و برکت کا باعث ہو۔

اگر آپؐ کہیں کہ نبوت ایک ایسی صفت ہے جسکے موصوف کا موجود ہونا ضروری ہے پھر چالیس سال کی عمر متعین ہے تو پھر کس طرح آپؐ اپنی بعثت سے پہلے نبی بنا دیئے گئے۔ جبکہ اس وقت نہ آپؐ پیدا ہوئے تھے اور نہ مبعوث کیے گئے تھے۔ (تو میں یعنی جلال الدین سیوطیؒ) کہتا ہوں اللہ تعالیٰ نے اجسام کی تخلیق سے پہلے ارواح کو تخلیق فرمایا ہے اس لئے حدیث مذکورہ میں اشارہ جناب نبی کریمؐ کی روح مباد کر یا آپؐ کی حقیقت کی جانب ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام حقائق ازل میں پیدا فرما دیئے اور جب چاہتا ہے ان میں کسی حقیقت کو عالم ظاہر اور وجود میں لے آتا ہے۔ ان حقائق کے کلی ادراک سے ہماری عقلیں عاجز ہیں صرف خدا تعالیٰ ہی تمام حقائق سے واقف ہیں یا جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کی روشنی سے حقائق تک پہنچنے کی استطاعت عطا فرمادی ہے۔

نبی کریمؐ کی حقیقت مبارکہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمادی اور آپؐ کی نبوت کے وصف سے سرفراز فرمادیا۔ اس لئے آپؐ اسی وقت نبی ہو گئے۔ عرش پر آپؐ کا نام گرامی لکھا گیا اور فرشتوں کو اور تمام مخلوقات کو اللہ کے یہاں آپؐ کے مقام بلند سے واقف کرا دیا گیا اگرچہ آپؐ جسمانی حیثیت میں اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ تمام اوصاف اور خصوصیات کے ساتھ اس دنیا میں بعد میں تشریف لائے۔ آپؐ وحییت اور تبلیغ اور آپؐ کی ذات نبوت کے عالم

ظاہر میں اہل ہونے کے لحاظ سے آپ ﷺ بیک وقت متاخر ہیں مگر جہاں تک آپ ﷺ کی حقیقت مبارک کا تعلق ہے اور آپ ﷺ کو کتاب نبوت اور حکم حطا ہونے کا تعلق ہے آپ ﷺ اس لحاظ سے تخلیق آدم علیہ السلام سے بھی مقدم ہیں۔ (خصائص اکبری جلد اول صفحہ ۷۷۷)

ہم انہی حوالہ جات پر اکتفا کرتے ہیں۔ کیونکہ اہل حق پر حق واضح ہو چکا ہے اور جنہوں نے حق کو تسلیم ہی نہیں کیا ان کے لئے تمام ذخیرہ علم بھی کافی نہیں۔

﴿ایک نکتہ﴾

اس مقام پر مولوی شرف علی تھا نوی وہابیوں کے مجدد و صاحب کایان کردہ ہکتہ اور ایک تو ہم کا ازالہ بھی ملاحظہ فرماتے جائیں۔

اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ شاید مراد یہ ہے کہ میرا خاتم النبیین ہونا مقدر ہو چکا تھا سوا سئلے آپ کے وجود کا تقدیم آدم علیہ السلام پر ثابت نہ ہوا۔ جواب یہ ہے اگر یہ مراد ہوتی تو آپ کی کیا تخصیص تقدیر تمام اشیاء مخلوق کی ان کے وجود سے مقدم ہے پس یہ تخصیص خود دلیل ہے اس کی کہ مقدر ہونا مراد نہیں بلکہ اس صفت کا ثبوت مراد ہے اور ظاہر ہے کہ کسی صفت کا ثبوت فرغ ہے مثبت لہ کے ثبوت کی پس اس سے آپ کے وجود کا تقدیم ثابت ہو گیا اور چونکہ مرتبہ بدن تحقیق نہیں اس لئے نور اور روح کا مرتبہ متعین ہو گیا اس سوال و جواب نے واضح کر دیا کی نبی اکرم کی نبوت محض علم الہی کے لحاظ سے نہیں تھی بلکہ خارج اور واقع میں آپ کا نور اور روح القدس اور حقیقت محمدیہ اس صفت کمال کے ساتھ موصوف و مصنف تھی اور یہی ہمارا نظریہ و عقیدہ ہے کہ بشریت کے لحاظ سے اولاد آدم بھی ہیں مگر حقیقت کے لحاظ سے حامل موجودات ہیں اور انبیاء آدم علیہ السلام ہیں۔

دیکھتے ہوئے

یہی تھانوی صاحب ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں سوال یہ ہے کہ جب انبیاء علیہم السلام موجود ہوئے تو ان کے خاتم کا موجود ہونا بھی ضرور ہو سکتا تھا جب ان کا بلکہ ان کے والد اور معدن وال کا ہی وجود نہیں تھا تو آپ خاتم النبیین کس طرح ہو گئے تھانوی صاحب کی ذہانی سوال و جواب ملاحظہ فرمائیں۔

اگر کسی کو شبہ ہو کہ اس وقت ختم نبوت کے ثبوت ہی کے ثبوت کے کیا معنی کیونکہ نبوت آپ کو چالیس برس کی عمر میں عطا ہوئی اور چونکہ آپ سب نبیوں کے بعد مبعوث ہوئے اس لئے ختم نبوت کا حکم کیا گیا۔ یہ وصف تو خود بخود خیر کو متفق ہے جواب یہ ہے کہ یہاں ختم مرتبہ ظہور میں ہے مرتبہ نبوت میں نہیں جیسے کسی کو تحصیلداری کا عہدہ آج مل جائے اور تنخواہ بھی آج ہی سے چڑھنے لگے مگر ظہور ہوگا کسی تحصیل میں سمجھنے کے بعد۔

یعنی جس طرح اس تحصیلدار کے منصب کا لوگوں کو علم اس وقت ہوگا جب تحصیل میں جا کر چارج سنبھالے گا وہ اس وقت معلوم کریں گے کہ یہ ہمارے تحصیلدار صاحب ہیں حالانکہ ہر کار کے نزدیک وہ اس وقت سے تحصیلدار ہے جب سے اسے مامور کیا گیا ہے تو نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین کے مرتبہ پر اس وقت قائم ہو چکے تھے جب آدم علیہ السلام ہنوز عالم آب و گل میں تھے اگرچہ لوگوں کو اس وقت پتہ چلا جب آپ کا ظہور ہوا الغرض ظہور اگرچہ بعد میں ہوا لیکن وجود پہلے تھا اور یہی ہمارا عقیدہ ہے کہ حقیقت نور یہ کے لحاظ سے آپ اصل موجودات اور انبیاء آدم علیہ السلام اگرچہ ظہور اور نشاۃ و فناء کے لحاظ سے اولاد آدم ہیں الخ (بحوالہ تنویر البصار)

ابن کثیر کا بیان ہے تو حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس رات شریفہ بلند قدمیں حضور ﷺ کو جتا تو حضور ﷺ (فَظْهَر لَهُ مِنَ الْأَنْوَارِ الْحَسْبَةِ وَالْمَنْوِيَةِ) کے نور حسبہ (دکھائی دینے والا نور) اور منویہ (ہدایت و علم والا نور) اسنے ظاہر ہوئے جنہوں نے عقلوں اور آنکھوں کو حیران کر دیا جیسا کہ علماء اخبار کے نزدیک اس کی احادیث و اخبار گواہی دیتی ہیں (مولد رسول اللہ لابن کثیر صفحہ ۱۹)

اس قسم کی اور بھی بہت حدیثیں ہیں کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بوقت ولادت سید عالم ﷺ نوری نور ظاہر ہوا۔ میرے سے نور ظاہر ہوا۔ ان دلائل سے ہمارا یہ عقیدہ صاف ثابت ہوا کہ حضور ﷺ محض لباس بشری پہن کر تشریف لائے اور آپ ﷺ سورۃ بشر ہیں۔ بے عیب و پاک و صاف و شفاف بشریت، آپ کا اعلیٰ وصف ہے۔ آپ ﷺ بے مثل بشر ہیں، سید البشر ہیں، افضل البشر ہیں۔

﴿نوری محمدی کا ظہور﴾

جیسا کہ ہم نے اپنا عقیدہ دکھا کہ حضور ﷺ کی ولایت نور ہے اور دنیا میں بشریت کے لباس مبارک میں جلوہ گر ہوئے۔ لیکن نبی پاک ﷺ کی بشریت بھی اس قدر نورانی تھی اس قدر پاک و صاف تھی کہ بعض اوقات آپ ﷺ کے جسم بشریت سے بھی نور خارج ہوتا تھا۔ نیچے دلائل حاضر ہیں۔

(۱) "جناب عریاض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بیٹک میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس وقت سے خاتم النبیین لکھا ہوا ہوں۔ جب کہ آدم علیہ السلام اپنی گودھی ہوئی مٹی میں تھے اور میں تم کو بتاؤں گی میرا پہلا امر (یعنی میری نبوت کا پہلا اظہار) جناب امیر ایم علیہ السلام کی دعوت تھی اور پھر جناب عیسیٰ علیہ السلام کی بیٹ رت اور پھر میری ماں کا خواب جو انہوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا تھا وہ قدس سرہ جرح لہا نور اضاء لہا منہ قصور الشام انہوں نے دیکھا ان میں سے ایک نور نکلا کی جس سے شام کے کھلات ان کو نظر آئے۔" (حوالہ جات گزر چکے)

(۲) ایک اور روایت میں "انہ عرج منہا نور اضاء لہا منہ قصور الشام۔ نبی ﷺ کی والدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ "ان میں سے ایک نور نکلا جس سے شام کے کھلات کو روشن کر دیا۔" (حوالہ جات گزر چکے) یہ جو نور (بشریت کی شکل میں) خارج ہوا یہ نور مصطفیٰ ﷺ ہی تو تھا۔ لیکن اس نور نے آپ ﷺ کے جسم بشریت کو بھی اس قدر نورانی کر دیا تھا کہ اس نے تمام چیزوں کو روشن کر دیا تھا۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ "حضور ﷺ نے خود فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں ڈال دیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے کرم والی پشتوں اور طہارت والے رگوں سے منتقل کرنا رہا یہاں تک کہ مجھے میرے والدین سے نکالا (خارج کیا) جو نہا پر کبھی نہیں ملے۔ (یعنی نہ کبھی نہیں کیا)۔ شفاء شریف قاضی عیاض اور صحیح بخاری شریف کے حوالے سے اس مضمون کی احادیث پہلے گزر چکی ہیں۔ ان حدیث سے ثابت ہوا کہ جو نور خارج ہوا وہ نور مصطفیٰ ﷺ ہی تھا کیونکہ خود نبی پاک ﷺ نے فرمادیا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے میرے والدین سے خارج کیا۔

ابن کثیر کا بیان ہے تو حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس رات شریفہ بلند قدمیں حضور ﷺ کو جتا تو حضور ﷺ (فَظْهَر لَهُ مِنَ الْأَنْوَارِ الْحَسْبَةِ وَالْمَنْوِيَةِ) کے نور حسبہ (دکھائی دینے والا نور) اور منویہ (ہدایت و علم والا نور) اسنے ظاہر ہوئے جنہوں نے عقلوں اور آنکھوں کو حیران کر دیا جیسا کہ علماء اخبار کے نزدیک اس کی احادیث و اخبار گواہی دیتی ہیں (مولد رسول اللہ لابن کثیر صفحہ ۱۹)۔

﴿علماء محدثین مفسرین و اکابرین امت کا عقیدہ نورانیت﴾

ہم حضرت سیدنا غوث الاعظم جیلانی جو علامہ دیوبند و اہلحدیث کے ہاں بھی بہت بلند مقام رکھتے ہیں۔ اور ان کے نزدیک بھی آپ بہت بڑے ولی اللہ تھے، یہی شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں بیرون و درو شریف پیش کرتے ہوئے عقیدہ نور اس طرح بیان کرتے ہیں کہ "الہم صل علی سیدنا محمد بن السابق للمخلوق نورہ ورحمة للعالمین ظہورہ" (افضل الصلوٰت صفحہ ۸ طبع شدہ مصر علامہ یوسف بھائی) علامہ قاضی حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے عقیدہ کی وضاحت اور مذکورہ جملے کی تشریح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں "ولا شک ان کل مخلوق فالسابق له نور النبی ﷺ اول ما خلق نوری ومن نوری خلق کل شیء" اور اس میں کوئی شک نہیں کہ نبی کریم ﷺ کا نور تمام مخلوق سے پہلے ہے اور سب سے پہلے میرے نور کو پیدا کیا گیا اور میرے نور سے ہر چیز پیدا کی گئی (مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات ۱۳۹)

نوٹ: مولوی امیر ایم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ "حضرت سیدنا عبد القادر جیلانی قدس سرہ اہلحدیث تھے (تاریخ اہلحدیث ۱۶۵) ایک جگہ لکھتے ہیں شیخ عبد القادر "جو اہل حدیث اور مقلدین میں برابر مسلم ہیں (تاریخ اہلحدیث ۱۶۳) اسی طرح غیر مقلد اہلحدیث حافظ عبد اللہ روپڑی لکھتے ہیں "سید عبد القادر جیلانی اصل اہلحدیث تھے شاہ ولی اللہ نے ان کو محقق اہل سنت شمار کیا آپ ﷺ مشائخ کے سردار اور اولیاء اللہ کے سرکردہ ہیں (فتاویٰ اہلحدیث ۵۰، ۳۱)

اسی طرح ملا جو یوں کہے ہاں بھی غوث اعظمؒ مستبریز رکوں اور اولیاء اللہ میں شمار کیے جاتے ہیں جیسا کہ اشرف علی تھانوی نے آپؒ کی کئی کرامات بھی اپنی کتب میں لکھی ہیں (جمال اولیاء ص ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲

مزید یہ کہ ہم نے یہ حوالہ علامہ یوسف بھٹائیؒ کی کتاب سے دیا اور علامہ یوسف بھٹائی مستند و مقتدر علماء میں سے ہیں بلکہ تھانوی صاحب نے انہی کی کتاب چامع کرامات الاولیاء عربی کا ترجمہ اردو میں کتاب ”جمال اولیاء“ کے نام سے کیا۔ لہذا کسی بھی دیوبندی کو انکار کی جرات نہ ہونی چاہیے۔

جلال شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے والد ماجد حضرت شاہ عبد الرحیم محدث دہلوی اپنی کتاب "انفاسِ رمیہ" میں فرماتے ہیں "اول ما خلق اللہ نوری و خلق اللہ نوری" سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا اور پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو پیدا کیا میرے نور سے۔ (صفحہ ۱۴)

☆ شیخ سعدیؒ نے اپنی مشہور و معروف کتاب ”بوستان“ میں سید الانبیاء ﷺ کے نور سے جملہ انوار کے ل ہو کر پتھر کا تذکرہ مندرجہ ذیل شعر میں کیا ہے

”کھیمے کہ چرخ فلک طوفاؤست ہر نور ہا پر تو نور اوست“ آپ ﷺ کو کھیمے ہیں کہ چرخ آسمان آپ کا طور ہے اور تمام نور آپ ﷺ کے نور کے کس ہیں“ (بوستان)

جلیلو علامہ عبدالرحمن جامی آپ کی تخلیق کے مقدم ہونے کے مضمون کو ان اشعار میں بیان فرماتے ہیں

تصلی اللہ علیہ نور کز و شد نور ہا پیدا
زمیں در حجب اوسا کن فلک در عشق اوشیدا“ (کلیات ہاشمی)

ہندو ازمحکومکن جوڑی لکھتے ہیں کہ ”اور تحقیق نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ عالم میں سب سے پہلے کون سا وجود پیدا کیا گیا تو فرمایا ”اول ما خلق اللہ نوری و من نوری خلق جميع الکائنات“ (الامیاء والنہی ص ۴۳)

علامہ محدث ابن جوزی و دہلویہ محدث ہیں جنکی علمیت کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے علامہ ذہبی فرماتے ہیں ”محدث ابن جوزی کا علوم قرآن تفسیر ایک عظیم مقام رکھے تھے اور نثر حدیث میں حفاظ میں سے تھے انکی تصانیف اتنی کثیر ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ ان جیسی تصانیف کسی اور کی ہوں۔ (مزید دیکھئے طبقات ابن رجب حافظ ابن وہبؒ)

ہاں حضرت علامہ جلال الدین رومی شہسوار شریف میں فرماتے ہیں جسے علامہ حسین الدین واعظ کاشفی مصنف تفسیر حسینی اپنی تفسیر حسینی فارسی ۱۴۰ میں بطور حوالہ پیش کرتے ہیں "تو انہوں نے اصل موجودات بودات اوجوں معنی ہر ذات بود" حضور ﷺ کا نور جبکہ تمام کائنات کی اصل تھی لہذا آپ ﷺ کی ذات باریکات کائنات کی ہر ذات کو ہر چیز عطا کرنے والی تھی۔

۱۰۔ "پفرماتے ہیں" جب اللہ تعالیٰ نے ان کی پیدائش کو مکمل کر دیا تو ان میں روح پھونکی اور انہیں اہل جنت کے لباس میں سے لباس پہنایا "و نوو محمد ﷺ یلمع فی جہنمہ کا القہر لیلۃ البدرہ" اور حضرت محمد ﷺ کا نور مبارک ان کی پیٹھ میں چودہویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ (صفحہ ۱۰)

جناب علامہ شہاب الدین فاضل علیہ الرحمۃ شفاء شریف کی شرح میں لکھتے ہیں ”نبی کریم ﷺ کا نور مبارک حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تک حضور ﷺ کے تمام آیاء اجداد کی پیشانیوں میں تھا۔“ (وہو نور حسی کا القمر فی اللیلة الظلماء) آپ ﷺ کا نور مبارک حسی ہے جیسے سبوتا ریک چاند“ (شرح شفاء

Cm/A

بجاء شرح ابوالموہب شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ "مفضل الصلوات" میں نور محمدیؑ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "یا میلنا یا رسول اللہ انت المقصود من الوجود وانت نور الذی ملأ اشراف الارضین والسموت" اے ہمارے سردار اے اللہ کے رسولؐ آپ کا وجود کائنات کا مقصود ہے اور آپ وہ نور ہیں جس سے زمین و آسمان بھرے ہوئے ہیں۔ (مفضل الصلوات ص ۱۱)

بہارِ سند الحدیث علامہ سلاطین قادری نے اپنی مایہ ناز کتاب موضوعات کبیر میں فرمایا "و اما نورہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لہو فی غایۃ من الظہور شرقا و غربا و اول ما خلق اللہ نورہ و معہ فی کتابہ نورہ" لیکن حضورؐ کا نور شرق و غرب میں بخوبی غایت ظہور پذیر ہے اور اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے آپؐ کے نور کو پیدا فرمایا اور اپنی مقدس کتاب میں آپؐ کا نام نور رکھا۔ (موضوعات کبیر ۸۶)

ہم سید شریف محمد بن سلیمان الجوزوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اللہم صل علی سیدنا محمد ونور الانوار وسر الاسرار" اے ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ نے درود بھیج جو بے نوار کے نور اور سب پیغمبروں کے پیغمبر ہیں (دلائل النبیات)

علماء دیوبند کی مستند و معتبر کتاب میں لکھا ہے کہ حاجی امداد اللہ مہاجر کی اکابرین دیوبند قاسم بانو قوی، رشید احمد کنگڑوی اور اشرف علی تھانوی وغیرہم دلائل الشیخات شریف

پڑھنے کا حکم فرماتے تھے (دیکھئے المصحف ۱۶ مضمون)

علامہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "ان الله تعالى خلق نور نبينا عليه السلام قبل كل شيء" بیٹک اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم ﷺ کے نور کو جملہ اشیاء سے پہلے فرمایا (عصیدۃ الشہد ۷۳)

علامہ یوسف نعمانی فرماتے ہیں کہ "وهو نور الانوار اصل البرایا سین لا آدم ولا سواہ" اور حضور ﷺ جملہ مخلوقات کی اصل اور سب انوار کے نور ہیں جبکہ حضرت آدم اور حوا بھی نہ تھے (طیب القراءۃ فی مدح سید الانبیاء ۱۸)

علامہ طبریزی دایع علیہ الرحمۃ اپنی تصنیف الامارین میں فرماتے ہیں "ان اول ما خلق الله تعالى نور ميلنا محمد ﷺ" حقیق حق تعالیٰ نے جو چیز سب سے پہلے تخلیق فرمائی وہ ہمارے سرور محمد ﷺ کا نور تھا۔ (الامارین جلد ۱ ص ۲۶۶ مطبوعہ مصر)

علامہ مالک کے بارے میں ہے کہ "عبدالرزاق فرماتے ہیں کہ مجھے ابن عیینہ نے خبر دی امام مالک سے کہ وہ ہمیشہ یہ درود پڑھا کرتے تھے "اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ پر رحمتیں نازل فرمایا جن کا نور تمام مخلوق سے پہلے تھا۔ (معنف عبدالرزاق ۱/۹۳)

۵۔۔۔۔۔ دیوبندی علماء کے حوالہ جات۔۔۔۔۔

علامہ بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی صاحب بھی مسلک حق اہل سنت و جماعت کے عقیدہ و نور کی تائید ان اشعار میں کرتے ہیں۔

کہاں وہ رہتے کہاں وہ جھٹل مار سا اپنی کہاں وہ نور ہوتا اور کہاں یہ دید ہزار

اگر قبر میں کچھ آجائے تیرے چہرے کا نور تو رات دن ہی اور آگے اس کے دن شب تا رہے (قصائد قاسمی مطبوعہ دیوبند صفحہ ۵۱۲)

علامہ مدرسہ دیوبند کے مدرس اول مولوی محمد یعقوب نانوتوی اپنے تصنیف و میرہ درخت سید الامارین میں عقیدہ و نور کی تائید کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

خدا نے نور کیا وہ تمہارا نورانی کہ جس کے سامنے آئے نظر ہے نور نظام

وہ نور آپ کا تھا جو ہوئی امانت عرض سما وارض و جبال و شجر رہے جی تمام

وہ نور غیب ہے ظاہر بشر کی صورت میں کہ جیسے ضرر سے کمر کا کچھنے اشام (نیاض یعقوبی صفحہ ۷۷ بحوالہ انوار المجد یہ صفحہ ۱۵۵)

علامہ اسی طرح دیوبندیوں کے امام ربانی قطب ممدانی مولانا رشید احمد گنگوہی نے بھی لکھا ہے کہ "حق تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کی شان میں فرماتے ہیں کہ البتہ حق تعالیٰ کی

طرف سے تمہارے پاس نور اور کتاب مبین آئی اور نور سے مراد ذات پاک حبیب خدا ﷺ ہے اور اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتے ہیں کہ اے نبی ﷺ چکو گواہ خوشخبری دیجئے والا

، ڈرانے والا اور اللہ کی طرف بلانے والا اور روشن کرنے والا چہ آغ بنا کر بھیجا ہے منیر روشن کرنے والے اور نور دینے والے کو کہتے ہیں۔ لہذا اگر انسانوں میں سے کسی

کو روشن کرنا محال ہوتا تو اسی ذات پاک ﷺ کو یہ بات میسر نہ آتی آپ کی ذات پاک بھی تمام اولاد آدم علیہ السلام میں ہے مگر حضور ﷺ نے اپنی ذات کو اتنا پاک

فرمایا کہ خالص نور ہو گئے اور حق تعالیٰ نے حضور ﷺ کو نور فرمایا اور تو اس سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ کے سایہ نہ تھا اور ظاہر ہے بجز نور (سوائے نور کے) تمام جسم سایہ رکھتے

ہیں۔ (پھر کچھ آگے لکھتے ہیں کہ) "ان دونوں آیتوں" بیٹک رسول اللہ ﷺ کو رہیں اور اس کے ساتھ روشن کرتا ہے ان دونوں آیتوں سے صاف ظاہر ہے کہ شریعت کی

بحروری سے ایمان اور نور حاصل ہوتا ہے اور حضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھ کو اپنے نور سے پیدا کیا اور (السلام اجعل فی قلبی نوراً والی حدیث کا مفہوم لکھا کہ) اے

اللہ! میرے کان، میری آنکھ اور میرے دل میں نور کر دینے کے لئے فرمایا (فاجعل فی نوراً) کہ خود مجھ کو نور کر دینے کے لئے۔ (امداد السلوک ردوفہ جہاد السلوک صفحہ ۲۶)

علامہ دیوبندیوں کے مجدد و مفسر اور مجتہد الامت مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ

نبی خود نور اور قرآن ملا نوراً نہ ہو کیوں مل کے پھر نور علی نور (اشرف السواعط صفحہ ۷۷، تلخ الصدور صفحہ ۲)

اشرف علی تھانوی صاحب کی ایک اور مشہور کتاب جو کے ہر دیوبندی کے گھر میں لازمی ہوتی ہے اور دیوبندی حضرات اکثر اپنی بیٹیوں کو چیز میں بھی دیتے ہیں اس

کتاب کا نام "بہشتی زیور" ہے اس کے اندر لکھتے ہیں کہ "سب کو نیکی کی دولت آپ (ﷺ) ہی کی برکت سے ملی ہے۔ پہلی امت کی بیٹیوں کو آپ کے نور سے اور اس

امت کی بیٹیوں کو آپ (ﷺ) کی شرع سے (بہشتی زیور، آٹھواں حصہ صفحہ ۳)

اور اس کے حاشیہ میں مثنوی نے لکھا ہے کہ "یعنی آپ کے نور کی برکت سے کیونکہ تمام مخلوق کا جو آپ ہی کے باعث ہوا ہے (حاشیہ بہشتی زیور، آٹھواں حصہ صفحہ ۲)

علامہ دیوبندیوں کے مشہور کاغذ گریسی مولوی حسین احمد مدنی لکھتے ہیں کہ "ہمارے حضرات اکابر کے اقوال و عقائد کو ملاحظہ فرمائیے۔ یہ جملہ حضرات اصغر ذات حضور پر

نور علیہ السلام کو ہمیشہ سے اور ہمیشہ تک واسطہ فیوضات الہیہ و میزاب رحمت غیر متناہیہ اعتقاد رکھتے ہوئے بیٹھے ہیں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ازل سے اب تک جو جو رحمتیں

عالم پر ہوئی ہیں اور ہوں گی عام ہے کہ وہ نعمت وجود کی ہو یا اور کسی قسم کی ان سب میں آپ کی ذات پاک اسی طرح پر واقع ہوئی کہ جیسے آفتاب سے نور چاند میں آیا ہو اور چاند سے نور ہزاروں آنکھوں میں۔ غرضیکہ حقیقت محمدیہ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم والحق یہ واسطہ جملہ کمالات عالم و عالمیان ہے یہی معنی **لولاک لما خلقت الافلاک** اور **اول ما خلق الله نوری** و **انا نبی الایضہ** وغیرہ کے ہیں (الشہاب الثاقب صفحہ ۴۷)

ہذا مولوی محمد طاہر قاسمی دیوبندی کو کہ بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم مانوٹوی کے پوتے ہیں واضح الفاظ میں لکھتے ہیں کہ ”سب سے اول حق تعالیٰ نے نور عقل کو پیدا فرمایا جس کا دوسرا نام حقیقت محمدیہ ہے اس کو تمام عالم کیلئے مدد اور چہ شرافت بتایا اسی لئے تمام فرشتوں کو اس کے آگے جھک جانے کا حکم ہوا۔ خدا کے بعد درجہ عقل اول حقیقت محمدیہ کا ہے، اسی لئے جس مخلوق میں یہ نور عقل نہیں جھلکتا وہ مخلوق عالم کی صفت اول میں بھی جگہ نہیں پا سکتی۔ معلوم ہوا کہ نور محمدی بلحاظ خلقت سب مخلوق سے اول ہے اور بلحاظ ظہور سب سے آخر ہے اسی لئے نور محمدی کا اول و آخر نور خدا تو ہو سکتا ہے لیکن اور کسی کے نور نبوت کا یہ منصب نہیں ہو سکتا۔ نہ حضور خاتم الانبیاء ﷺ کے بعد کسی نبوت کا وجود ہی تسلیم کیا جاسکتا ہے اور اگر تسلیم کیا جائے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ایسے منکر گروہ نے حقیقت محمدیہ کی اولیت سے بھی انکار کر دیا۔ (عقائد الاسلام قاسمی صفحہ ۳۲ بحوالہ انوار محمدیہ)

ہذا مولوی عاشق الہی میرٹھی دیوبندی لکھتے ہیں کہ ”عبداللہ کا آمنہ سے نکاح، ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے والد ماجدہ عبداللہ عبدالمطلب نہایت حسین اور خوبصورت تھے اور اس پر طرہ یہ کہ سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور ان کی بی بی عاتقہ میں جلوہ گر تھا اس لئے کچھ طبعی طور پر زمانہ قریش کی طبیعتوں کا میلان عبداللہ کی جانب ہوتا تھا۔ (اسلام صفحہ ۲۵ جلد ۱، عاشق الہی میرٹھی)

ہذا مولوی اور لیس کاغذ حلوی دیوبندی ”عقائد الاسلام“ کتاب میں لکھتے ہیں

آفتاب شرع دریا یقین! نور عالم رحمۃ اللعالمین! **اول ما خلق الله نوری**

آنچہ اول قد پدید از حبیب غیب بود نور پاک اور بے پچ ریب (عقائد الاسلام صفحہ ۷۷)

ہذا قاری محمد طیب دیوبندی جو سناہت حکم دار اعلوم دیوبند تھے آپ لکھتے ہیں کہ ”آپ ﷺ کے جسم مبارک جمال مبارک اور حقیقت پاک سب ہی میں نورانیت اور جاویدت نظر آتی ہے بات کرتے وقت نہیں حدیث آپ کے دانوں سے نور چمکتا ہوا نظر آتا، نبی مبارک (ماک) نور کی وجہ سے بلند محسوس ہوتا۔ چہرہ مبارک کا چمک و شک میں سورج جیسا محسوس ہوتا، جس حدیث ”**کان الشمس تجری لی وجہہ**“ گویا آفتاب کے چہرہ مبارک کا مقابلہ کر کے صحابہ کچھ سے کے نور کو چاند پر فوقیت اور حقیقت محمدی کو حدیث میں نور کہا جانا سب اسی کی علامات و آثار ہیں (آفتاب نبوت جلد ۱ صفحہ ۳۹)

ہذا علامہ عبدالحی کھنوی لکھتے ہیں کہ ”**والسور فیما علیہ اللہ خلق من نور اللہ** اور **نور من نور اللہ**۔ ہمارے نبی مکرم کا نور اللہ عزوجل کے نور (کے فیض) سے پیدا کیا گیا ہے یا یہ کہ آپ ﷺ اللہ عزوجل کے نور میں سے ایک نور ہیں اس کے یہ معنی نہیں جیسا کہ عام لوگوں کے اقبام نے اسکی طرف اشارہ کیا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے ذاتی نور سے حضور ﷺ کو ایک مٹھی بھر لے لیا اور اس طرح حضور ﷺ کے نور کیلئے اللہ تعالیٰ کی ذات ایک مادہ۔ لیکن اللہ تعالیٰ اس سے پاک و مبرا ہے کہ وہ مادہ ہو۔ (عمدۃ الرعاہ شرح الوقاہ از عبدالحی کھنوی کتاب الایمان زیر المشی الی بیت حاشیہ ۵/۲۶۲۔ بحوالہ نور مبین ۲۱۰)

ہذا علامہ دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر کی ارشاد فرماتے ہیں

نہ پید اگر ہوتا احمد کا نور	نہ ہوتا دو عالم کا ہرگز ظہور (جہاد اکبر صفحہ ۳)
چہرہ تاباں کو دکھلا دو مجھے	تم سے لے نور خدا فریاد ہے (مالہ ابداد غریب صفحہ ۲۴)
نور احمد سے منور ہے دو عالم و دیکھو	دیکھتے ہو خدا خورشید کی جویر عیث (نگار معرفت صفحہ ۷)
سب دیکھو نور محمد کا سب چچ ظہور محمد کا	جبریل مقرب خادم ہے سب جا مشہور محمد کا (مالہ غریب ۲۲)

﴿ غیر مقلدین اہلحدیث حضرات کے حوالہ جات ﴾

حضور ﷺ کے نور ہونے کے بیان میں مجلس دارالوہب مولوی شاہد امیر تسریؒ و ہابیہ غیر مقلد یہ کے مستند اور محقق مولوی قاضی سلیمان منصور پوریؒ جہا قاضی شوکانی غیر مقلد وغیرہ کی تفاسیر اور کتب کے حوالہ جات ”قد جاء کم من اللہ نور“ کے تحت بیان ہو چکے ہیں۔

ہذا نواب صدیق حسن بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں ”کہا گیا ہے کہ نور محمدی کا طہل ہند میں خلقی مساوات سے ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ حادثہ محمدی رو سے نور محمدی مطلب

آدم میں ودیعت تھا۔ اور ان کی پیٹانی میں روشن تھا تو واضح ہو کہ نور محمدی کی ابتدائی جلوہ افروزی ہندوستان ہے اور اس کی منجانب عرب ہے۔ آپ کے طفیل ہندوستان کو کافی شرف و فضل حاصل ہوا۔ اور اس مساوات کی تفریم یہ کہ نوری محمدی نے حضرت آدم کے ساتھ نزول فرمایا اور منطق کی کتب میں اس قیاس کی تحقیق کرو۔

”کانت لام ارض الہند منہبطا“ و فیہ نور رسول اللہ مشغول“

یعنی زمین ہند حضرت آدم کے نزول سے شرف ہے اور اس میں رسول پاک ﷺ کا نور اقدس مشغول ہے۔ (خطیرہ القدس صفحہ ۶۷)

جہ مرکز **یہ** صحت کی سربراہ آوردہ شخصیت جناب ساجد میر کے دادا حضور مولوی میر احمد بیگم سیالکوٹی کا ارشاد ہے۔ ”(حضرت عبدالمطلب) کی پیٹانی میں خدا کے برگزیدہ رسول کا نور تھا جس کے دیکھنے کیلئے ایسی آنکھ کی ضرورت ہے جس کی نور افزائی بسمت حقانی نے کی ہو (سیرت المصطفیٰ جلد ۱ ص ۶۱) جہ غیر مقلدین کے شیخ الاسلام مذہب حسین دہلوی ”قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین“ والی آیت لکھ کر فرماتے ہیں کہ ”اس نور سے مراد اوقات پاک سرور کائنات ہیں۔ (فتاویٰ مذہبیہ جلد ۱ صفحہ ۳۲)

جہ غیر مقلدین الجہد سے کے علامہ وحید خان صاحب بھی نوری محمدی کا اقرار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ”فصل بذا اللہ سبحانه الخلق بالنور المحمدی ثم بالعماء ثم خلق العرش علی العماء ثم خلق الروح ثم خلق النون و القلم و اللوح ثم خلق العقل فالنور المحمدی مادہ اولیۃ لخلق السموات و الارض و ما فیہا... الخ اصل صفحہ ۵۶۔ (ترجمہ) فصل اللہ تبارک و تعالیٰ نے خلقت کی ابتداء حضرت محمد ﷺ کے نور سے فرمائی پھر پانی کو پیدا کیا پھر مٹی کو پیدا کیا پھر ہوا کو پیدا کیا پھر نون و القلم و اللوح کو پیدا فرمایا پھر عقل کو پیدا فرمایا، پس زمین و آسمان اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اس کی تخلیق کا مادہ اول حضرت محمد ﷺ کا نور مبارک ہے۔ (حدیث المحمدی مترجم صفحہ ۱۰۸)

جہ غیر مقلدین الجہد سے اور یونانیوں کے امام شامی محمد اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں ”چنانچہ روایت ”اول ما خلق اللہ نوری“ ”نہ آں دلالت می دارد چیسے کہ روایت ”اول ما خلق اللہ نوری“ اس پر دلالت کرتی ہے۔ (یک روزہ صفحہ ۱۱) طوالت کے پیش نظر ان ہی حوالہ جات پر اکتفاء کیا جاتا ہے اہل ایمان کیلئے یہی کافی ہیں اور جن لوگوں کی قسمت میں ہدایت نہیں ان کے لئے فتر کے فتر کا کافی ہیں۔

﴿ چند اعتراضات کے جوابات ﴾

اعتراض: اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے ”کہ اگر زمین میں فرشتے ہوتے تو ہم ضرور فرشتہ کو رسول بنا کر بھیجتے“ ”معلوم ہوا کہ اگر فرشتے دنیا میں ہوتے تو رسول فرشتہ ہوتا۔ لیکن دنیا میں تو بشر ہیں لہذا حضور ﷺ ہی بشر ہی ہیں۔

الجواب: یہ آیت ہمارے عقیدہ کے خلاف نہیں کیونکہ ہمارا عقیدہ ”حقیقت محمدی یا اولیت محمدی“ کے بارے میں نور کا ہے۔ اور بشریت کے بارے میں ہمارا صاف عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ دنیا میں افضل البشر بن کر تشریف لائے۔ لہذا اس آیت سے حقیقت یا اولیت محمدی کا رد یا مخالفت قطعاً نہیں ہوتی۔

پھر مخالفین کا یہاں کہ دنیا میں بشر ہیں تو رسول بشر بن کر آئے۔ اگر دنیا میں فرشتے ہوتے تو نبی بھی فرشتے کی شکل میں آتے تو ہم صرف اتنا پوچھتے ہیں کہ اس آیت کے تحت جو خود ساختہ قانون و کلیہ بنایا گیا ہے اگر اس کو تسلیم کیا جائے تو پھر دنیا میں صرف بشر ہی تو نہیں ہیں بلکہ دنیا میں جنات بھی تو ہیں۔ تو پھر تمہارے کلیہ کے مطابق حضور ﷺ کو بشر اور جن ہونا بھی ماننا پڑے گا (معاذ اللہ عزوجل) لہذا اس آیت سے صرف اس چیز کا انکار ہے کہ حضور ﷺ فرشتے نہیں ہیں۔ اس سے نورانیت کا انکار ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہوتا اور آپ ﷺ دنیا میں بشر کی شکل میں تشریف لائے یہ بات ہمارے عقیدہ سے کے خلاف نہیں۔

اعتراض: قرآن پاک اور احادیث میں بار بار فرمایا گیا ہے کہ نبی پاک ﷺ بشر ہیں عبد ہیں انسان ہیں۔ قل انما ہما بشر حاکم وغیرہ وغیرہ۔ لہذا حضور ﷺ بشر ہیں اور تم لوگ کہتے ہو کہ وہ نور ہیں اور بشر نہیں۔

جواب: اکابرین و علماء اہل سنت نے آج دن تک حضور ﷺ کی بشریت کا ملکہ کا انکار نہیں کیا۔ لہذا جو شخص یہ کہتا ہے کہ نبی حضور ﷺ بشر نہیں مانتے ان کے ذمہ اپنے اس بے دنیا اور جھوٹے دعویٰ پر دلیل پیش کرنا لازمی ہے اور ہم چیلنج سے کہتے ہیں کہ قیامت تک کوئی ایک حوالہ بھی وہابی ہماری کتابوں سے نہیں دیکھا سکتے جس میں حضور ﷺ کی بشریت کا ملکہ کا انکار کیا گیا ہے۔ بلکہ فتویٰ رضویہ میں امام اہل سنت نے مطلقاً بشریت رسول ﷺ کے انکار کو کفر لکھا۔ بشریت رسول ﷺ پر تو سب کا اتفاق ہے۔ لہذا وہابیہ کا نوری محمدی ﷺ کے عقیدے کے رو میں بشریت رسول کی آیات کو پیش کرنا خلاف موضوع بحث کرنا ہے۔ جس کی تفصیل ہم اس کتاب کے شروع میں بیان کر چکے۔

اعتراض: قرآن میں ہے **قل انما انا بشر حطکم** اور احادیث میں آپ ﷺ کا بشر، عبد، انسان ہونا ثابت ہے تو پھر نور کا عقیدہ ان سب کے خلاف ٹھہرا۔

جواب: یہ اعتراض وہ شخص کرتا ہے جو ہم اہل سنت و جماعت کے عقیدہ نور محمدی ﷺ سے واقف نہیں ہوتا۔ نورانیت کا تعلق آپ ﷺ کی حقیقت و تخلیق کے مطابق ہے۔ لہذا ایسی تمام آیات و احادیث جن میں بشریت کا ثبوت ہے وہ ہرگز ہمارے عقیدہ کے خلاف نہیں۔ بلکہ ہاں بشریت کی آیات و احادیث ہمارے خلاف تب ہوتیں جب ہمارا عقیدہ یہ ہوتا کہ حضور ﷺ بشر نہیں۔ لیکن ہمارا عقیدہ ایسا ہرگز نہیں جیسا کہ شروع میں بیان ہو چکا۔ بلکہ پھر بشر کہنے سے کیا حقیقت محمدی کا انکار ہو جاتا ہے۔ قرآن و احادیث سے ثابت ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کئی مرتبہ بشر کی شکل میں تشریف لائے تو کیا اس سے ان کی حقیقت یعنی ملائکہ ہونے کی نفی لازم آئے گی؟ ہرگز نہیں تو پھر رسول اللہ ﷺ کو بشر کہنے سے حقیقت محمدی یعنی نورانیت کی کس طرح نفی ہو سکتی ہے۔ بلکہ پھر اس آیت کو وہابیہ کا پیش کرنا اپنے دعویٰ کی خلاف ورزی کرنا ہے کیونکہ بشریت رسول ﷺ کے تو ہم بھی قائل ہیں ہاں اگر ایسی آیت ہے کہ حضور ﷺ صرف بشر ہیں اور ان کی حقیقت یا تخلیق نور نہیں ہے تو وہابیہ کا دعویٰ ثابت ہو سکتا ہے۔ حضور ﷺ دنیا میں کامل بشر کی شکل میں تشریف لائے لہذا یہ آیات ہمارے خلاف نہیں۔

اعتراض: ہم کہتے ہو کہ حضور ﷺ نور بھی ہیں اور حاضر و غائب بھی ہیں تو چاہیے کہ ہر جگہ روشنی و نورانیت ہو۔

جواب: یہ بھی جہاں لامتناہی نور اور عقیدہ اہل سنت سے لاقہی کا نتیجہ ہے بحر حال ہم محترضین کی عقل کے مطابق جواب پیش کرتے ہیں۔ دیکھو فرشتے خالص نوری مخلوق ہے اور ہر انسان کے ساتھ کئی فرشتے موجود رہتے ہیں مثلاً حساب کتاب لکھنے والے فرشتے ہمارے ساتھ رہتے اور ہمارا حساب کتاب لکھتے رہتے ہیں تو پھر محترضین کے اصول کے مطابق تو ہر جگہ روشنی ہونی چاہیے۔ لیکن ایسا نہیں ہوتا تو پس ضروری نہیں کہ اگر نور ہیں تو ہر مقام و جگہ روشنی ہو جائے۔

اعتراض: یہ کیسے ممکن ہے کہ نورانیت اور بشریت جمع ہو جائے لہذا اگر حضور ﷺ نور تھے تو بشر نہ ہوتے اور اگر بشر ہیں تو نور نہ ہوتے اور بشریت میں نورانیت ہرگز موجود نہیں ہو سکتی۔

جواب: یہاں بھی محترضین سخت غلط فہمی کا شکار ہوا۔ یاد رہے کہ انسانی جسم جو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے اس کے اندر روئے موجود ہے جو کہ نوری مخلوق ہے۔ امام رازی تفسیر کبیر جلد ۱ میں فرماتے ہیں "ان الارواح البشرية من جنس الملائكة" (ارواح بشریہ ملائکہ کی جنس سے ہیں یعنی نور سے ہیں) تو بشریت کے اندر نورانی روح کا موجود ہونا تو ہر ایک کیلئے ثابت ہے تو پھر نیما پاک ﷺ کی ذات میں بشریت کے ساتھ نورانیت (اس سے مراد فرشتے نہیں) کا موجود ہونا کیسے ممکن ہے؟ بلکہ فقیر عرض کرتا ہے کہ فرشتوں کے لئے بھی بشریت کے ساتھ جمع ہونا ممکن ہے۔

یہ قرآن میں واضح موجود ہے کہ علامہ آلوسی فرماتے ہیں "اما عامة البشر فلا يسهل عليهم ذلك (الاجتماع بالعلائكة والتلقى منهم) بعد ما بين الملك وبينهم فلا يبعث اليهم واما يبعث الي خواصهم لان الله قلوبهم نفوسا ذكية وابلهم بقوى قلصة وجعل لهم جهنم جهة ملكة بها من الملك يستفيضون وجهة بشرية بها على البشر فيفيضون وجعل كل البشر كذا لك سئل بالحكمة" عام بشروں کے لئے یہ امر کل اور آسان نہیں کہ ملائکہ (نورانیت) کے ساتھ جمع ہو سکیں اور ان سے احکام انہ کر سکیں کیونکہ ملائکہ اور ان کے درمیان بعد بعید ہے اور مناسبت کا فقدان ہے لہذا ان کی طرف ملائکہ کو مبعوث نہیں کیا جاسکتا بلکہ صرف اور صرف خواص کی طرف ان کو مبعوث فرمایا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو پاکیزہ نفوس موبہت فرمائے ہیں اور قدسی قوتوں کے ساتھ ان کی تائید فرمائی اور ان میں وہ بڑی صلاحیتیں اور استعدادیں ودیعت فرمائی ہیں ایک جہت مکی ہے جس سے احکام اور وحی کا استقاضہ کرتے ہیں اور دوسری جہت بشری ہے جس کے ذریعہ بشروں کو فیضان پہنچاتے ہیں اور تمام بشروں کو اس قسم کے قدسی قوتیں عطا کرنا اور نفوس ذکیہ علیہ موبہت فرمانا خلاف حکمت ہے۔ (بخوال آلوسی۔ تفسیر روح المعانی)

لہذا عوام بشر پر ملائکہ کا نزول نہیں ہو سکتا اور بشری لباس میں ان کو عوام بشر کی طرف بھیج دیا جائے جس طرح حضرت جبرائیل علیہ السلام وحیہ کلی یا اعرابی کی صورت میں تشریف لائے تو یہ صورت (مما لا يحى نفعاً لا ولئک الکفرة كما قال تعالى "ولو جعلناه ملكا لجعلناه رجلا وللسنا عليهم ما يلبسون") ان محترضین کفار اور منکرین رسالت آنجناب کو نفع نہیں دے سکتی جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "مگر ہم عوام بشر کی طرف مبعوث ہونے والے رسول کو فرشتہ بنا نہیں تو اس کو ظاہری طور پر مرد ہی بنا کر بھیجیں گے" کیونکہ فرشتہ سے براہ راست اخذ و تلقی کی ان میں صلاحیت ہی نہیں اور اس صورت میں ان کو ایسا شہادہ و التباس میں مبتلا کریں گے۔ پس معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کے اندر بشریت و نورانیت کی اجتماع ثابت ہے۔

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیۃ، دار الفکر، بیروت
ترجمہ: مولانا محمد امجد علی شاہ
تقریباً ۲۱ صفحہ ۲۱۹
فیہ عماتوہم فان ہمت فہونور علی نور فان النور هو الظاہر لنفسہ المظہر لغيرہ وتفصیلہ فی مشکوٰۃ الانوار للقرآنی۔ اور یہ شک قرآن

پاک مطلق ہے کہ حضورؐ کا بشر ہونا آپ کے نور ہونے کے ہرگز منافی نہیں جیسا کہ وہم کیا گیا پس اگر تو سمجھے وہ تو ایسے نور ہیں جو سب نوروں پر غالب ہیں۔ کیونکہ نور اسے کہتے ہیں جو خود ظاہر ہو اور اپنے غیر کو ظاہر کرنے والا ہو اس کی پوری تفصیل امام غزالی کی کتاب الانوار میں ہے۔ ”انہی“ (نیم الریاض) جلوہ دیکھے جتنو ایک چھوٹا سا کپڑا ہے اس میں خون و گوشت ہونے کے باوجود نور (روشنی) بھی موجود ہے، انسان کی آنکھیں گوشت ہی کی ہیں لیکن ان میں بھی نور موجود ہے۔

اسکے علاوہ فرشتے جو خالص نوری مخلوق ہے وہ بھی باوجود نوری مخلوق ہونے کے بشریت کے لباس میں ظاہر ہوئے۔ جیسا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کہیں مرتبے بشر کی شکل میں نبی پاکؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جیسا کہ قرآن میں ثبوت موجود ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بشر کی شکل میں تشریف لے گئے ”وَمَلَا إِلَهَا وَحْشًا فَمِمَّا تَخْتَلِّفُهُ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا“ ہم نے مریم کی طرف اپنی طرف کی روح کو بھیجا تو وہ ان کے سامنے تندرست انسان کی شکل میں حاضر ہوا۔ (القرآن) تو معلوم ہوا حضرت جبرائیل علیہ السلام جو نوری مخلوق سے تعلق رکھتے ہیں باوجود نوری مخلوق کے انسانی (بشری) شکل میں جلوہ گر ہوئے۔ اسی طرح حضرت جبرائیل جو خالص نور تھے بشر (وحید کلپی) کی شکل میں کہیں مرتبے آئے۔

اور صحیح بخاری شریف کی حدیث میں بھی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز نبی کریمؐ کو کوں کے درمیان جلوہ افروز تھے ”فَاتَاهُ ارَجُلٌ قَالُ مَا الْإِيمَانُ“ ”ایک آدمی (رجل) حاضر بارگاہ ہوا (اور سوال کیا) ایمان کیا ہے؟۔۔۔۔۔۔ (جب وہ چلا گیا تو) كَقَالَ هَذَا جِبْرِيلُ جاء يعلم الناس دينهم۔ آپؐ نے فرمایا یہ حضرت جبرائیل تھے جو لوگوں کو ان کا دین سکھانے آئے تھے۔ (صحیح بخاری جلد اول باب کتاب الایمان صفحہ ۱۲۵) اسی طرح کہیں احادیث سے فرشتوں کا انسانی شکل میں آنا، انسانوں کی مدد کرنا وغیرہ ثابت ہیں حالانکہ بشری لباس میں آنے کے باوجود وہ نورانیت ضائل نہیں ہو جاتی۔ لہذا جب فرشتوں (نوری مخلوق) کا بشری لباس میں آنا یعنی نورانیت و بشریت کا اجتماع ثابت اور صحیح ہے تو پھر نبی پاکؐ کی نورانیت و بشریت کا اجتماع کا انکار مفید اور بہت دھری نہیں تو اور کیا ہے؟

اعتراض: اگر حضورؐ نور تھے تو نوری مخلوق کی تو شادی نہیں ہوتی اور انہیں ہوتی حالانکہ حضورؐ نے شادیاں بھی کیں اور آپؐ کی اولاد بھی ہوئی۔

جواب: اول تو آپؐ کو کس نے کہہ دیا ہے کہ نوری مخلوق کی شادی اور اولاد نہیں ہو سکتی۔ دیکھئے حدیث شریف میں ہے کہ جنتیوں کی ”وُجُتَانِ مِنَ الْحَوَارِ الْعَيْنِ“ یعنی ان کی دو بیویاں حورین سے ہوں گی۔ جن کے حسن کے باعث اور گوشت کے اندر سے جن کی چمک لیلوں کا گویا نظر آئے گا۔ متفق علیہ۔ کما قال علیہ السلام (مشکوٰۃ کتاب الفتن جلد ۲ ص ۸۴) لہذا نوری مخلوق حوروں کا نکاح وہ بھی بشروں کے ساتھ ہونا حدیث سے ثابت ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ اعتراض کرنے والا عقیدہ باطل ملت و جماعت ہی سے بے خبر و جاہل ہے کیونکہ اگر اس کو معلوم ہوتا کہ ہمارا عقیدہ کیا ہے تو وہ ہرگز یہ اعتراض ہی نہ کرنا سہلئے کہ ہم حضورؐ کو صرف نور نہیں مانتے بلکہ آپؐ کا فضل البشر ہونا بھی تسلیم کرتے ہیں اور اس کے انکار کو کفر قرار دیتے ہیں۔ ہاں معتز شیعہ کا اعتراض اس صورت قابل قبول تھا جب ہم بشریت کا انکار کرتے اور صرف نور مانتے لیکن ایسا عقیدہ ہمارا ہرگز ہرگز نہیں لہذا یہ اعتراض ہی باطل و فحش ہے۔

اعتراض: اگر حضورؐ نور ہوتے تو کھاتے پیتے نہ دیکھتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس فرشتے بشری حالت میں آئے انہوں نے بیٹھا ہوا پتھر اچیش کیا لیکن انہوں نے نہ کھایا لہذا ثابت ہوا نور خواہ بشری لباس میں ہو وہ کھا نہیں سکتا پی نہیں سکتا۔

جواب: سب سے پہلے تو یہ امر قابل غور ہے کہ نہ کھانے اور نہ پینے سے نہ کھا سکتا اور نہ پی سکتا کیسے لازم آ سکتا ہے فعلیت الگ ہے اور امکان الگ ہے خود علماء دیوبند والحمد للہ کے کلام کا یہ کہ ”اللہ جنوت بول سکتا ہے مگر بولتا نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ)۔ لہذا نہ کرنے سے اس حیثیت کا انکار لازم نہیں آتا۔ دوسرا یہ کہ ہم حضورؐ کو کامل البشر تسلیم کرتے ہیں صرف محض نور نہیں۔ لہذا یہ اعتراض ہم پر کسی صورت عامدہ ہو ہی نہیں سکتا۔

تیسرا یہ کہ روح نورانی جنس ہے لیکن خود وہ باریہ بھی شہداء کی ارواح (جو کہ نورانی ہوتی ہیں) کے بارے میں کہتے ہیں کہ شہادت کے بعد جنت میں پرندوں کی صورت میں ہیں جہاں چاہیں جاتی ہیں اور کھاتی پیتی ہیں۔ جیسا کہ صحیح بخاری شریف کی روایت میں بھی مذکور ہے۔ لہذا ہر نورانی جنس کے کھانے پینے کا انکار ہرگز نہیں بلکہ اگر جناتین کے استدلال کو قبول بھی کر لیا جائے تو یہ فرشتوں کے بارے میں ہے نہ کہ کل نورانی مخلوقات کے بارے میں۔

تفصیل کیلئے تنہیر البصار ۱۱۱ اشرف علی سیالوی کا مطالعہ کیجئے

اعتراض: اللہ عزوجل نے تین مخلوقات پیدا فرمائیں فرشتے، جن اور انسان۔ فرشتوں کو نور سے، جنات کو آگ سے اور انسان کو مٹی سے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے۔ لہذا انور محمدی کا ثبوت ہرگز ثابت نہیں۔

جواب: پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے کنیں اور مخلوقات بھی پیدا فرمائیں جن کا ذکر آپ کی پیش کردہ روایت میں موجود نہیں۔ مثلاً حوریں جو نوری مخلوق ہیں اس کا ذکر بھی نہیں اسی طرح روح کو بھی پیدا فرمایا حالانکہ اس کا بھی ذکر نہیں تو کیا ان کا بھی انکار کر دیا جائے گا؟ ہرگز نہیں تو پھر نور محمدیؐ کا ہی انکار کیوں کرتے ہو؟ دوسری بات یہ ہے کہ یہ امتزاض وہی کرے گا جس کو مطالعہ احادیث کم ہے کیونکہ ہم نے صحیح حدیث جاوہر رضی اللہ عنہ پیش کر دی جس سے نور محمدیؐ کا پیدا کرنا بلکہ ان سب مخلوقات سے اول ہونا بھی ثابت ہے۔ جیسا کہ کثیر حوالہ جات اس حدیث پاک کے گزرے لہذا ایک حدیث کو ماننا اور دوسری کی طرف توجہ ہی نہ کرنا ”کتاب کے کچھ حصہ کو مانتے ہیں اور کچھ کا انکار کرتے ہیں“ پر عمل ہے جو کہ بہت بڑی منافقت ہے۔

اعتراض: بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ حضورؐ اور ہیں تو فرشتہ ہوئے کیونکہ نور ہوا اور فرشتہ ہونا ایک ہی بات ہے۔

جواب: یہ کہنا بھی سراسر جہالت ہے کہ نور ہوا اور فرشتہ ہونا ایک ہی بات ہے۔ شجریوں کے علاوہ کوا تک بھی معلوم نہیں کہ نور ہونا اور چیز ہے اور کسی سے فرشتہ ہونے کی نفی کر دینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ نوری نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسُ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا** (اللہ ہی وہ ذات والا ہے جس نے سورج کو وضو کھن بنایا اور چاند کو نور بنایا) جیسا اسی طرح انسان کی روح بھی نورانی ہے تو کیا روح فرشتہ بن گئی؟ جہنم بخت کی حوریں بھی نورانی ہیں تو کیا وہ فرشتے بن گئیں؟ پس معلوم ہوا کہ حضورؐ کی اولیت فرشتے نہیں لیکن نور ہیں۔

﴿حرف آخر﴾

آخر میں ہم پھر وہی گزارش مخالفین سے کریں گے کہ ”بے مثل بشریت مضبوط عقیدہ ہے لہذا بشریت رسولؐ پر اختلاف ہی نہیں بلکہ بنیادی اختلاف تو آپؐ کی نورانیت کے متعلق ہے۔ لہذا جس نسبت میں اختلاف ہے منکرین کو اس موضوع و نسبت پر گفتگو کرنی چاہیے۔ لیکن آپؐ خود تجربہ کر کے دیکھ لیجئے کہ آپؐ نورانیت مصطفیٰؐ پر دلائل پیش کر رہے ہو گے اور وہابیہ اختلافی موضوع نورانیت مصطفیٰؐ سے ہٹ کر بار بار نبی پاکؐ کی بشریت کی طرف بھاگے گا۔ اور نورانیت پر بحث کی بجائے اتفاقی مسئلہ یعنی بے مثل بشریت پر بحث پھیلے گا۔ حالانکہ بشریت رسولؐ ایک اتفاقی مسئلہ ہے اس پر کسی فریق کو اختلاف ہی نہیں۔ لہذا اس پر دلائل قائم کرنا مخالفین کا بے اصولی بحث ہیں۔

ہم اہل سنت حضورؐ و نور تسلیم کرتے ہیں اور وہابی اس کا انکار کرتے ہیں۔ لہذا اصولی طور پر ہمارے ذمہ آپؐ کے نور ہونے کے دلائل پیش کرنے ہوتے ہیں اور مخالفین کے ذمہ آپؐ کے نور نہ ہونے کے دلائل پیش کرنے ہوتے ہیں جس میں نور محمدیؐ کا انکار ہو۔ وہابیہ مخالفین کے ذمہ ایسی دلیل پیش کرنا ہے کہ کسی آیت میں ہو کہ ”مَا أَوْسَلْنَاكَ قُدْرًا“ ہم نے آپؐ کو نور بنا کر نہیں بھیجا یا حدیث ہو کہ ”لَا تُبْصِرُ“ میں نور نہیں ہوں۔ یا کسی صحابی نے فرمایا ہو ”مَا كَانَ فِيهِ قُدْرًا“ ہمارے نبی نور نہیں ہیں یا کوئی ایسی دلیل ہو جس سے نورانیت مصطفیٰؐ ثابت ہو۔ اگر ہمارے نبی بھائی اس اصول کو یاد رکھیں اور اس پر سختی سے عمل کریں تو وہابیہ یا کوئی بھی منکر ایک آیت یا حدیث پیش نہیں کر پائے گا کہ جس میں نورانیت مصطفیٰؐ کا رد ہو۔

{...التماس...}

اگر کتاب کے اندر کوئی لفظی، معنوی یا اخلاقی غلطی ہو گئی ہو یا کوئی بھی غیر حقیقی بات قلم سے نکل گئی ہو تو کوئی بھی ساتھی مطلع کر سکتا ہے۔ کتاب میں پوری پوری کوشش کی گئی ہے کہ تمام عبارات بحوالہ لکھیں اور کسی قسم کی لفظی یا معنوی غلطی نہ ہو لیکن پھر بھی اکثر کیونکہ غلطی میں غلطی ہو جاتی ہے اگر کسی پڑھنے والے کو کسی قسم کی غلطی نظر آئے تو فوراً مطلع کریں تاکہ درست کی جائے۔ کتاب کے بارے میں اصلاحی مشورہ یا کوئی بھی بات و مسئلہ ای میل پر بھیجا جاسکتا ہے۔

Nusratulhaq@yahoo.com

Zafarulqadri@gmail.com